استبقوا الخیرات

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

اکتوبر ۱۹۶۳ء

فی پرچہ ۵۰ پیسے　　چندہ سالانہ ۵ روپے　　ممالک بیرون ۱۰ شلنگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ———— نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

استبقوا الخیرات

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔" (المصلح الموعود)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ خالد ربوہ

ادارۂ تحریر

مدیر۔ رفیق احمد ثاقب ۔ نائب: لطف الرحمن محمود

جلد ۹	اخاء ۱۳۴۲ھش	اکتوبر ۱۹۶۳ء	شمارہ ۱۲

ترتیب

(سید عبد الباسط پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر جنوبی ربوہ سے شائع کیا)

ادارية

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ

گزشتہ ماہ اسلام اور احمدیت کی تاریخ کا ایک ہولناک سانحہ رونما ہوا۔ اس رُوح فرسا حادثے کو جماعتِ احمدیہ کے خواص و عوام، مرد و زن، خورد و کلاں، غرض سب نے محسوس کیا۔ اب جبکہ اس جانگسل المیے کو ایک ماہ ہو گیا ہے، ابھی تک غم و الم کے بادل دل و دماغ پر محیط ہیں .... سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لختِ جگر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی وفات حسرت آیات فردِ واحد کی موت نہیں بلکہ ایک عالَم، ایک دَور اور ایک زمانے کی موت ہے۔ آپ کا انتقال پُر ملال ایک عظیم صدمہ ہی نہیں؛ زبردست ابتلاء بھی ہے۔ جس بزرگ ہستی کے متعلق خالقِ ارض و سماء نے "قمر الانبیاء" کے الفاظ استعمال فرمائے ہوں اُس کے متعلق عاجز بندے اور کیا کہیں اور لکھیں! حضرت میاں صاحبؓ کی پُرکشش مقناطیسی شخصیت ـــــ عشقِ الٰہی، عشقِ رسولؐ، عشقِ قرآن، شفقت علیٰ خلق اللہ کے عناصرِ اربعہ کے علاوہ زُہد و تعبّد، روحانی علوِ مرتبت، علمی تبحّر، قلمی طاقت، لسانی شوکت، تربیتی صلاحیت اور محبت و الفت کا ایک بیکراں سمندر تھی۔ آپ کا وجودِ باجود جماعتِ احمدیہ کے لئے ایک بابرکت تعویذ کی حیثیت رکھتا تھا۔ آپ کی ذات والا صفات خدا تعالیٰ کے کئی الہامات و نشانات کی مظہر تھی۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد کی ایک تابناک کڑی تھے ـــــ آہ! تین اگست کی شام کو بہشتی مقبرہ کی خاک کو ایک عظیم پیکر، ایک کوہِ نور، ایک گنجِ بے بہا... سونپ دیا گیا!!

حضرت میاں صاحبؓ کی اسلامی، دینی اور جماعتی خدمات اسلام و احمدیت کی تاریخ کا روشن ترین باب ہیں۔ اسلام و احمدیت کی تائید میں آپ نے عظیم قلمی سرمایہ چھوڑا ہے جو جذب و تاثیر کی غیر معمولی صفات کا حامل ہے۔ حضرت میاں صاحبؓ کی تعلیمی، صحافتی، قلمی، تنظیمی اور تربیتی..... خدمات بے مثال ہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی علالت کے دَوران آپ نے جماعت کی نگرانی اور راہ نمائی کا فرض نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ تقویٰ، اہلیت اور اعتماد کا

عالم دیکھیئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے آپ ہی کو "مجلس انتخاب خلافت" کا صدر نامزد فرمایا اور جماعت کی مجلس مشاورت نے آپ ہی کے اسم گرامی کو نگران بورڈ کی صدارت کے لئے بصد اصرار پیش کیا!! جماعت اب ایسے معتمد شفیق اور محسن مربی کے مشفقانہ مشوروں اور بابرکت دعاؤں سے محروم ہوگئی ہے۔ آپ کی مفارقت سے جو عظیم خلا پیدا ہوا ہے اس کا پُر ہونا بہت ہی مشکل ہے۔!

بارگاہِ رب العزت میں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو اس جانکاہ صدمے کو صبر اور استقامت سے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس ابتلاء کے وقت جماعت کی دستگیری اور حفاظت فرمائے۔

ادارۂ خالد اس عظیم سانحے پر خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام افراد خصوصاً حضرت میاں صاحبؓ کے صاحبزادوں اور صاحبزادیوں سے گہری ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت میاں صاحبؓ کو سیدنا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قربِ خاص جنت الفردوس میں عطا فرمائے اور ہم سب کو اس جادۂ مستقیم پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے جو آپؓ کے مقدس نقوشِ قدم سے کہکشاں کی طرح جگمگا رہا ہے!!

اس موقع پر ہم اپنے نوجوان بھائیوں سے یہی کہتے ہیں کہ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ ہم غفلت کے لحافوں کو اُتار کر میدانِ عمل میں اُتر پڑیں ——؟ خدا کا ایک نہایت ہی پیارا بندہ ہمیں عمر بھر نہایت درد، سوز اور شفقت سے دعوتِ عمل دینے کے بعد ہم سے جدا ہوگیا —— ہمارا فرض ہے کہ اس برگزیدہ انسان کی مقدس نصائح کو حرزِ جاں بنا کر اُس کی پاک روح کو راحت پہنچائیں!! یہی ایک عمدہ تحفہ ہے جو ہم اپنے پیارے محسن کی خدمت میں پیش کر سکتے ہیں!! ع

اے خدا بر تربتِ اُو ابرِ رحمت ہا ببار!!

معارف القرآن

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ○ (البقرہ ۲۱۵)

ترجمہ۔ کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ باوجود اس کے کہ تم پر ابھی اُن لوگوں کی (سی تکلیف) کی حالت نہیں آئی جو تم سے پہلے گزرے ہیں۔ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے؟ انہیں تنگی (بھی) پہنچی اور تکلیف (بھی) اور انہیں خوب خوف دلایا گیا تاکہ (اس وقت کا) رسول اور اس کے ساتھ (کے) ایمان والے کہہ اُٹھیں کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ یاد رکھو! اللہ کی مدد یقیناً قریب ہے۔

تشریح۔ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے نبیوں اور مومنوں پر جو مصائب آتے ہیں اُن کی حکمت بتائی ہے۔ فرماتا ہے کہ ہم چاہتے تو انہیں کوئی بھی تکلیف نہ پہنچنے دیتے۔ مگر ہم نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ مخالفوں کے عذاب اور تکلیفیں خدا کے نبیوں اور ایمان لانے والوں کو برابر پہنچتی رہیں اور اُن پر اس قدر ابتلاء آئے کہ وہ ہلا دیئے گئے پر اس میں ہماری غرض یہ تھی کہ اُن کے دلوں میں دعاؤں کی تحریک زیادہ سے زیادہ پیدا ہوتی رہے اور وہ بار بار ہماری طرف جھکیں۔ تا ایک طرف اُن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھے اور دوسری طرف جب اللہ تعالیٰ کی نصرت معجزانہ طور پر آئے تو اُن کے ایمان بڑھیں اور کفار میں سے جو غور کرنے والے ہوں انہیں ہدایت حاصل ہو۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ جب یہ غرض پوری ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرما دیتا ہے کہ لو اب ہماری مدد آگئی۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور اس کے پاک بندے بھی کسی وقت اللہ تعالیٰ کی مدد سے ایسے مایوس ہو جاتے ہیں کہ انہیں متٰی نصر اللّٰہ کہنا پڑتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس مایوسی کا تصور بادی النظر میں پیدا ہوتا ہے اس سے انبیاء اور اُن پر ایمان لانے والے کلیۃً پاک ہوتے ہیں۔ متٰی نصر اللّٰہ کے الفاظ میں وہ صرف مزید اطمینان کی خاطر یہ درخواست کرتے ہیں کہ الٰہی اس بات کی تعیین فرما دی جائے کہ مدد کب آئے گی اور چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد جلد نازل ہو۔ یہ دعا کا ایک مؤثر طریق ہے۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ آسمان سے اپنی نصرت نازل فرما دیتا ہے اور ان کے مصائب کا خاتمہ کر دیتا ہے ٭

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مومن کا عجیب حال

حضرت صہیب بن سنانؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن کا بھی عجیب حال ہے۔ ہر حالت اس کے لئے بہتر ہے اور یہ بات مومن کے سوا کسی کو میسر نہیں ہو سکتی۔ اگر اس کو خوشی ہو تو شکر کرے اور یہ اس کے حق میں بہتر ہے۔ اور اگر اسے رنج اور تکلیف پہنچے اور وہ صبر کرے تو یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہے۔ (مسلم)

صبر کی جزاء

حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس مومن بندے کی جزاء جنت کے سوا اور کیا ہے جس کا پیارا میں نے دنیا سے اٹھا لیا اور اس نے ثواب کی امید پر صبر کیا۔ (بخاری)

ابتلاؤں میں حکمت

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو دنیا ہی میں کسی دکھ یا رنج میں مبتلا کر دیتا ہے اور جب اپنے کسی بندہ سے برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے گناہوں کی سزا اس دنیا میں روک لیتا ہے تا اسے قیامت کے دن پوری سزا دی جائے۔ نیز آپؐ نے فرمایا کہ جتنی بڑی بلا ہوگی اتنی ہی اس کی جزاء ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو اس کو ابتلاء میں ڈالتا ہے۔ اب جو شخص اس ابتلاء میں راضی برضاء مولیٰ رہے وہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر لیتا ہے اور جو گھبرا کر غضبناک ہو اللہ بھی اس پر ناراض ہوتا ہے۔

(ترمذی)

اصل پہلوان

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلوان وہ نہیں جو دوسروں کو پچھاڑ لے۔ بلکہ حقیقت میں پہلوان وہ ہے جو غضب کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔ (بخاری و مسلم)

رجوع الی اللہ

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ میرے بعد غیروں کو تم پر تقدیم ہوگی اور ایسے ایسے کام ہوں گے جو تم کو برے معلوم ہوں گے۔ عرض کیا ایسے وقت میں حضور ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا تم پر حاکم کی اطاعت کا جو حق ہے اسے بجا لاؤ اور اپنا حق خدا تعالیٰ سے طلب کرو وہ تمہیں اجر دیگا۔ (بخاری و مسلم)

حیاء اور ایمان

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انصار میں سے ایک شخص کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیا کم کرنے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اِس سلسلہ کے قیام کی غرض

"جب خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اس کی تائید میں صدہا نشان ظاہر کئے ہیں اس سے اس کی غرض یہ ہے کہ یہ جماعت صحابہؓ کی جماعت ہو اور پھر خیر القرون کا زمانہ آجائے جو لوگ اِس سلسلہ میں داخل ہوں چونکہ وہ آخرین منہم میں داخل ہوتے ہیں اس لئے وہ جھوٹے مشاغل کے کپڑے اُتار دیں اور اپنی ساری توجہ خدا تعالیٰ کی طرف کریں اور فیج اعوج (ٹیڑھی فوج) کے دشمن ہوں۔ اسلام پر تین زمانے گزرے ہیں۔ ایک قرون ثلاثہ اس کے بعد فیج اعوج کا زمانہ جس کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لَیْسُوْا مِنِّی وَ لَسْتُ مِنْھُمْ یعنی نہ وہ مجھ سے ہیں اور نہ میں اُن سے ہوں۔ اور تیسرا زمانہ مسیح موعود کا زمانہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زمانہ سے ملحق ہے بلکہ حقیقت میں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے۔۔۔ ہم کو اِس بات کا اعتراف ہے کہ کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرا کہ اسلام کی برکات کا نمونہ موجود نہ ہو مگر وہ ابدال اور اولیاء اللہ جو اس درمیانی زمانہ میں گزرے ان کی تعداد اس قدر قلیل تھی کہ ان کروڑوں انسانوں کے مقابلہ میں جو صراطِ مستقیم سے بھٹک کر اسلام سے دور جا پڑے تھے کچھ بھی چیز نہ تھے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کی آنکھ سے اس زمانہ کو دیکھا اور اس کا نام فیج اعوج رکھ دیا مگر اب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک اور گروہ کثیر کو پیدا کرے جو صحابہؓ کا گروہ کہلائے مگر چونکہ خدا تعالیٰ کا قانونِ قدرت یہی ہے کہ اس کے قائم کردہ سلسلہ میں تدریجی ترقی ہوا کرتی ہے اس لئے ہماری جماعت کی ترقی بھی تدریجی اور کَزَرْعٍ (کھیتی کی طرح) ہوگی اور وہ مقاصد اور مطالب اس بیج کی طرح ہیں جو زمین میں بویا جاتا ہے۔ وہ مراتب اور مقاصد عالیہ جن پر اللہ تعالیٰ اس کو پہنچانا چاہتا ہے ابھی بہت دور ہیں۔ وہ حاصل نہیں ہوسکتے جب تک وہ خصوصیت پیدا نہ ہو جو اس سلسلہ کے قیام سے خدا کا منشاء ہے۔ توحید کے اقرار میں بھی خاص رنگ ہو، تبتّل الی اللہ ایک خاص رنگ کا ہو۔ ذکرِ الٰہی میں خاص رنگ ہو حقوقِ اخوان میں خاص رنگ ہو۔" (الحکم ۱۷ اگست ۱۹۰۲ء)

لطف الرحمٰن محمود

مختصر خاکہ

رَجُلٌ مِّنْ رِّجَالِ فَارِس

سیّدنا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

هرگز نه میرد آنکه دلش زنده شد بعشق ❊ ثبت است بر جریدهٔ عالم دوام ما

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء کو قادیان دارالامان میں پیدا ہوئے۔ ولادت سے قبل اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کی پیدائش کی الہاماً خبر دی اور "قمر الانبیاء" کے خطاب سے نوازا۔ اس الہام کے علاوہ آپ متعدد دیگر الہامات اور نشانات کے مظہر و مورد تھے۔

ابتدائی تعلیم، تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں پائی۔ ۱۹۱۰ء میں انٹرنس کا امتحان پاس کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ ایک ذہین و متین طالب علم کے علاوہ آپ ایک بہترین کھلاڑی بھی تھے۔ کھیل کے میدان میں بھی غیر معمولی صلاحیتوں کے پیش نظر آپ کو گورنمنٹ کالج کی فٹبال ٹیم میں کپتان بھی بنایا گیا۔ ۱۹۱۶ء میں ایم اے کرنے کے بعد اسلام اور احمدیت کی خدمت میں ہمہ تن اور ہمہ وقت مصروف ہو گئے۔ اس وقت سے لے کر دمِ آخریں تک آپ خدمتِ دین اور دعوت الی الحق میں مصروف رہے۔ آپ کی خدماتِ جلیلہ کو حیطۂ تحریر میں لا کر آپ کے کام اور مقام کو متعین کرنا ایک ضخیم تصنیف کا متقاضی ہے۔

آپ کی خدماتِ جلیلہ کا نہایت ہی مختصر خاکہ قارئینِ خالد کی خدمت میں پیش ہے۔

(۱) انتظامی خدمات

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ نے آپ کو صدر انجمن احمدیہ کا رکن نامزد فرمایا۔ اس وقت آپ کی عمر صرف ۱۸ سال تھی۔ آپ آخر دم تک اس منصبِ جلیلہ پر فائز رہے اور صدر انجمن احمدیہ کو اپنی گرانقدر آراء اور صائب مشوروں اور مبارک تجاویز سے نوازتے رہے۔ نظارتیں قائم ہونے پر مختلف اوقات میں مختلف صیغوں کے سربراہ کی حیثیت سے صدر انجمن احمدیہ کی بے لوث خدمات سرانجام دیں۔ (۱) ناظر تعلیم۔ (۲) ناظر امورِ عامہ (۳) ناظر تالیف و تصنیف (۴) ناظر اعلیٰ (۵) ناظر خدمتِ درویشاں کے طور پر متعلقہ صیغوں کی کامیاب قیادت فرمائی۔ اس کے علاوہ صدر انجمن احمدیہ کے قوانین و ضوابط کی ترتیب و تدوین میں آپ نے بنیادی کام کیا۔!

۶۔ ۱۹۴۷ء میں ہجرت کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کو قادیان کا امیر مقامی مقرر فرمایا۔ اسی طرح کئی مرتبہ ربوہ میں بھی امیر مقامی کے فرائض تفویض فرمائے۔

۷۔ مجلس مشاورت ۱۹۵۶ء کے موقع پر حضور نے "مجلس انتخابِ خلافت" کا اعلان فرمایا جس کی صدارت کا اعزاز آپ ہی کو عطا فرمایا۔

۸۔ نگران بورڈ کے صدر کے طور پر آپ کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔

(۲) صحافتی خدمات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مارچ ۱۹۱۳ء میں الفضل جاری فرمایا۔ مارچ ۱۹۱۴ء سے سہ روزہ الفضل کی ادارت کا اہم کام آپ کے سپرد کیا گیا۔ الفضل کے علاوہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی اور اردو کے ایڈیٹر بھی رہے اور نہایت کامیابی اور قابلیت سے ان جماعتی جرائد کے معیار کو بلند سے بلند تر کیا۔ الفضل اور ریویو کے علاوہ تفسیر القرآن انگریزی کی ایڈیٹنگ میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں۔ اس کے علاوہ جماعت کے اخبارات و رسائل میں آنجناب نے عمر بھر سینکڑوں مضامین تحریر فرمائے اور ہمیشہ جماعتی پریس سے گہرا تعلق رکھا۔

(۳) تعلیمی خدمات

جماعت کے دو اہم تعلیمی اداروں — تعلیم الاسلام ہائی سکول اور مدرسہ احمدیہ میں علی الترتیب استاد اور ہیڈ ماسٹر کے طور پر کئی سال تک تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ آپ کی غیر معمولی قابلیت، نیکی، ہمدردی، وقار، سنجیدگی اور طلبہ سے ذاتی مشفقانہ تعلق اور انفرادی راہ نمائی کا طریق — آپ کے شاگردوں میں "ضرب المثل" ہو چکا تھا! کچھ عرصے تک تعلیم الاسلام ہائی سکول کے مینیجر بھی رہے۔ پھر ۱۹۴۴ء میں تعلیم الاسلام کالج کے اجراء کے سلسلے میں "کالج کمیٹی" کے صدر کے طور پر بھی گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ جماعت کے افراد کی علمی ترقی کے پیشِ نظر ہمیشہ گہری ذاتی دلچسپی لی۔ بعض نادار طلبہ کے اخراجات، کتب اور لباس وغیرہ کا انتظام و انصرام فرماتے رہے اور اس کارِ خیر کی طرف ہمیشہ جماعت کے مخیر احباب کو توجہ دلاتے رہے۔

(۴) علمی و قلمی خدمات

آپؓ علم کا بحرِ ناپیدا کنار تھے۔ قلمی طاقت اور صلاحیت میں حضرت سلطان القلمؑ کے مایۂ ناز جانشین تھے۔ آپ ایک نہایت ہی قابل اور کامیاب مصنف تھے۔ آپ کی بعض تصانیف پر برّ صغیر ہند و پاکستان کے چوٹی کے اہلِ علم اور محققین نے اپنے تبصروں میں حضرت ممدوح کی غیر معمولی قابلیت، زورِ بیان اور جذب و تاثیر کا اعتراف کیا ہے۔ آپ نے مندرجہ ذیل کتب اور رسائل رقم فرمائے ان میں سے بعض کا انگریزی میں ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے مثلاً اسلام اور کمیونزم، چالیس جواہر پارے، قادیان کا خونی روزنامچہ، تربیت کے اصول، بعض تقاریر وغیرہ۔

(۱) سیرۃ خاتم النبیینؐ — جلد اوّل
(۲) سیرۃ خاتم النبیینؐ — جلد دوم
(۳) سیرۃ خاتم النبیینؐ — جلد سوم
(۴) سیرۃ المہدیؑ — جلد اوّل
(۵) سیرۃ المہدیؑ — جلد دوم

(۶) سیرۃ المہدیؑ جلد سوم
(۷) سلسلۂ احمدیہ
(۸) کلمۃ الفصل
(۹) تصدیق المسیح
(۱۰) الحجۃ البالغہ
(۱۱) ہمارا خدا
(۱۲) تبلیغ ہدایت
(۱۳) ایک اور تازہ نشان
(۱۴) امتحان پاس کرنے کے گُر
(۱۵) مسئلہ جنازہ کی حقیقت
(۱۶) قادیان کا خونی روزنامچہ
(۱۷) اشتراکیت اور اسلام
(۱۸) چالیس جواہر پارے
(۱۹) اسلامی خلافت کا نظریہ
(۲۰) اچھی مائیں
(۲۱) ختم نبوت کی حقیقت
(۲۲) جماعتی تربیت کے اصول
(۲۳) روحانیت کے دو زبردست ستون
(۲۴) احمدیت کا مستقبل
(۲۵) قرآن کا اوّل و آخر
(۲۶) نیا سال اور ہماری ذمہ داریاں
(۲۷) سیرۃ طیبہ
(۲۸) دُرِّ منثور
(۲۹) دُرِّ مکنون
(۳۰) آئینۂ جمال
(۳۱) خاندانی منصوبہ بندی
(۳۲) ہماری تعلیم

تربیتی خدمات

جماعت کی نئی نسل کی تربیت پر ہمیشہ آپ کی توجہ مرکوز رہی اور عمر بھر اس اہم مقصد کو نظر سے اوجھل نہ ہونے دیا۔ آخری دم تک اسی فکر میں غلطاں رہے کہ ؎

ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

چنانچہ گاہے گاہے مؤثر تربیتی مضامین رقم فرماتے رہتے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طویل علالت کے پیشِ نظر نوجوانوں کو اپنی اصلاح اور دیگر فرائض کی طرف خصوصیت سے توجہ دلاتے رہتے۔ مختلف مقامات پر تربیتی اجتماعات کے انعقاد کی تلقین فرماتے اور پھر ان اجتماعات میں اپنے پیغامات بھجوا کر اُن سے ذاتی تعلق استوار فرما لیتے۔ اپنے خطباتِ صدارت اور پیغامات میں تربیت، تقویٰ اور خشیت اللہ کے لطیف مضامین خصوصیت سے بیان فرماتے اور تربیت کے بنیادی امور پر بہت زور دیتے۔

آپ نے نوجوانوں کو تحریر کا ملکہ پیدا کرنے کی طرف بھی بارہا توجہ دلائی۔ تا اس قلمی دَور میں جماعت کی علمی اور قلمی ضروریات بطریقِ احسن پوری ہوتی رہیں۔ اس سلسلے میں آپ نے محنتِ شاقہ اُٹھا کر دو طویل مضامین میں متعدد عناوین کی مثالیں دے کر جماعت کے نوجوانوں کو اُبھارا۔ (اور خالد میں ان مجوزہ مضامین کا سلسلہ چلا بھی مگر مقامِ افسوس ہے کہ جاری نہ رہ سکا۔) اسی طرح آخری سالوں میں آپ کی بعض تصانیف اسی مرکزی نقطے کے گرد گھوم رہی ہیں۔

آپ نہایت درد مند دل کے ساتھ متعدد مرتبہ اپنے پُرسوز مضامین اور نوٹس میں نئی نسل کو فیشن کی کورانہ تقلید

اور ٹیڈی ازم وغیرہ بے ہودہ روشوں سے مجتنب رہنے کی تلقین فرماتے رہے ہیں۔ اسی طرح آپ نے جماعت کی تمام مستورات کو سنجیدگی کے ساتھ اسلامی پردہ اختیار کرنے کی کئی مرتبہ پُرزور اپیل فرمائی۔ یہ ایک حقیقت ہے اور اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ آپ نے اپنی عمرِ عزیز کا آخری حصہ خصوصیت کے ساتھ جماعت کے مختلف طبقوں کی تربیت و اصلاح کے لئے وقف کر دیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہٗ کی علالت کی وجہ سے پیدا ہونے والے منفی اثرات کو زائل کرنے کے لئے کامیاب کوشش فرمائی۔ آپ کی یہ بروقت تربیتی جدوجہد تاریخِ احمدیت کا ایک اہم موڑ ہے۔

مفارقت

آپؓ کو کچھ عرصے سے ذیابیطس اور بلڈ پریشر کی تکلیف تھی۔ اس کی وجہ سے قلب پر بھی کچھ اثر تھا۔ جون ۱۹۶۳ء میں کمزوری زیادہ ہوگئی۔ ماہر ڈاکٹروں سے مشورے کے لئے آپؓ ۲۰ جون ۱۹۶۳ء کو ربوہ سے لاہور تشریف لے گئے۔ وہاں سے پھر گھوڑا گلی میں قیام کے لئے تشریف لے گئے۔ لیکن اس پہاڑی مقام کی آب و ہوا سازگار ثابت نہ ہوئی اور آپ واپس لاہور تشریف لے آئے۔ ان ایام میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو رؤیا و کشوف کے ذریعے وقتِ مقدر کے قرب کی اطلاع دیدی۔ چنانچہ آپ نے اپنے بعض گرامی ناموں میں بھی اس امر کا اظہار فرمایا لیکن کسی کو یقین نہ آتا تھا کہ آپ کا قیمتی وجود جُدا ہونے والا ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی اور آپ نے ۲ ستمبر ۱۹۶۳ء کی شام کو ۶ بج کر ۴۵ منٹ پر ۲۳ ریس کورس روڈ لاہور میں ۷۰ سال کی عمر میں جان جانِ آفریں کے سپرد کی۔ ۳ ستمبر ۱۹۶۳ء کو شام کے چھ بجے محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی اقتداء میں ہزارہا مقامی اور بیرونی مخلصین نے نمازِ جنازہ ادا کی اور بہشتی مقبرہ میں حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کے قدموں اور حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے پہلو میں اس ماہتابِ روحانیت کو سپردِ خاک کر دیا گیا! اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس بطلِ جلیل کی عظیم الشان خدمات کا مختصر خاکہ پیش کیا جا چکا ہے۔ اس مشفق اور محسن مربی نے نئی پود کی تربیت سے تعلق رکھنے والے ارشادات پر مشتمل نہایت قیمتی مواد چھوڑا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ نئی نسل صدقِ دل سے ان ارشادات پر عمل پیرا ہونے کا عزم کرے تا ایسے روشنی کے مینار ہمیشہ اس جماعت میں قائم رہیں۔ زندہ قوموں کے افراد اپنے مقدس بزرگوں کے مطہر اجساد کے ساتھ قومی روایات کو سپردِ خاک نہیں کیا کرتے بلکہ نئے جوش، تازہ ولولے اور جوان ہمت کے ساتھ اُن کے نقشِ قدم پر چلنے لگتے ہیں تا خلا کی خلیج پُر ہو جائے!!

حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ کی یاد میں

پھر کوئی صاحبِ جنون گرا
عشق کے قصر کا ستون گرا

پھر اُٹھا دل سے آگ کا شعلہ
آنکھ سے پھر جگر کا خون گرا

موڑ کر مُنہ تمام دنیا سے
جا ملا ہے رفیقِ اعلیٰ سے

اے کہ کردار تھا بہشت تری
کیا یہ دنیا جُدا تھی عقبیٰ سے؟

(جناب تنویرؔ)

نوجوانانِ احمدیت کو بعض پُرسوز نصائح

○ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ○ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ○ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی

(۱)

حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے موقع پر حضور خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

"پس اب بھی سنبھلو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یادگار لوگ اب بہت تھوڑے رہ گئے ہیں اور شاید تھوڑے ہی دن ہیں۔ پھر میرے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں کہ میری عمر کتنی ہوگی اور اعلانِ مصلح موعود کی پیشگوئی پوری ہونے کے بعد بھی ہو سکتا ہے ممکن ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ سے جتنا کام لینا ہو سے لیا ہو۔ پس یہ بڑے خطرات کے دن ہیں اس لئے سنبھلو! اپنے نفسوں سے دنیا کی محبتوں کو سرد کر دو اور دین کی خدمت کے لئے آگے آؤ اور ان لوگوں کے علوم کے وارث بنو جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت پائی تا تم آئندہ نسلوں کو سنبھال سکو! تم تھوڑے تھے اور تمہارے لئے تھوڑے مدرس کافی تھے مگر آئندہ آنے والی نسلوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی اور اُن کیلئے بہت زیادہ مدرس درکار ہوں گے پس اپنے آپ کو دین کے لئے وقف کر دو۔" (الفضل یکم اپریل ۱۹۴۴ء)

(۲)

حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال رضی اللہ عنہ کی وفات پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے فرمایا:۔

"میں جماعت کے نوجوانوں کو بڑے دردِ دل کے ساتھ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ مرنے والوں کی جگہ لینے کے لئے تیاری کریں اور اپنے دل میں ایسا عشق اور خدمتِ دین کا ایسا ولولہ پیدا کریں کہ نہ صرف جماعت میں کوئی خلا نہ پیدا ہو بلکہ ہمارے آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے طفیل جماعت کی آخرت اس کی اُولیٰ سے بھی بہتر ہو۔ یقیناً اگر ہمارے نوجوان ہمت کریں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے اس مقصد کا حصول ہرگز بعید نہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ خدا کا یہ وعدہ ہے جو حضورؑ نے ان شاندار لفظوں میں بیان فرمایا ہے:۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے ـــــ کہ میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ وہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل کی روشنی سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔"

خدا کرے کہ ہم اور ہماری اولادیں اس عظیم الشان بشارت سے حصہ پائیں اور اسلام اور احمدیت کا جھنڈا دنیا میں بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے۔ یاد رکھو کہ ایسی زندگی چنداں شاندار نہیں سمجھی جا سکتی کہ انسان ایک بلبلہ کی طرح اُٹھے اور بیٹھ جائے اور ساٹھ ستر سال کی عمر میں اُس کی فعال زندگی کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے بلکہ اصل شان اس میں ہے کہ انسان کی جسمانی موت کے بعد بھی اُس کے آثار اس کی اولاد اور اُس کے شاگردوں اور اُس کے دوستوں اور اس کے عزیزوں

اور اُس کے علمی اور عملی کارناموں کے ذریعہ روشن جواہرات کی طرح جگمگاتے رہیں۔ قرآن نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:۔

والباقیات الصّٰلحٰت خیرٌ عند ربّك ثواباً وخیرٌ املاً۔ پس

بکوشید اے جوانان تا بدیں قوت شود پیدا　＊　بہار و رونق اندر روضۂ ملّت شود پیدا"

(الفضل ۱۴ر مارچ ۱۹۶۰ء)

(۳)

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال پر فرمایا:۔

"ایک بات نہ اندازاً اور ضرور کہنا چاہتی ہوں۔ میرے مخاطب محض احباب جماعت نہیں بلکہ اپنی اولادیں، اپنے بہن بھائیوں کی اولادیں، سب عزیز، سب صحابہ کی اولادیں بھی خصوصاً ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ہے "اِنّی مُھِینٌ مَن اَرَادَ اِھَانَتَكَ" بے شک یہ آپ کی اہانت کرنے والے اعداء کے لئے خاص طور پر ہے اور بارہا پورا ہو چکا ہے۔ مگر میرے عزیزو، میرے پیارو ہشیار باش۔ اللہ تعالیٰ کا کلام بہت وسیع المعنی اور بہت جگہ حاوی ہونے والا ہوتا ہے۔ تقویٰ اختیار کرو، نیک نمونے بنو۔ ایسا نہ ہو کہ اتنا قرب پاکر، اتنے عزیز و قریب ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھنے والوں اور صحابہؓ کا زمانہ پانے والے ہو کر اپنے کسی عمل کی غلطی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک نام پر دھبہ لگانے والے اور دشمنوں کو استہزاء اور طعن و شماتت کا موقع دینے والے بن جاؤ۔ تمہاری کمزوریوں سے لوگ فائدہ اٹھا کر حضرت مسیح موعودؑ کی شان میں توہین والے الفاظ کہنے والے ہوں۔ صرف وہ نہیں پکڑے جائیں گے بلکہ خدا نہ کرے خدا نہ کرے تم بھی پکڑے جاؤ گے جنہوں نے بُرا نمونہ دکھا کر آپ کی اہانت کرائی۔ اللہ تعالیٰ نے تو صاف کہہ رکھا ہے ؎

"اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے"

پس بچ بچ کے چلو، ڈر ڈر کر قدم اُٹھاؤ، نیکی میں ترقی کرو، دنیا دیکھ لے اور سمجھ لے کہ یہ پھل جس درخت کے ہیں وہ کیسا نہ ہوگا۔ تم اللہ کے بن جاؤ۔ تم سب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں ہزار گنا ہو کر لگیں گی۔ تم ایک قدم بڑھاؤ گے تو خدا تعالےٰ تمہاری جانب اپنی رحمت سے ہزار قدم بڑھائے گا۔"

(الفضل ۱۱ر ستمبر ۱۹۶۳ء)

"اگر تم خدا کی نظر میں متقی ٹھہرو تو کوئی چیز تمہیں تباہ نہیں کر سکتی"

"یہ عہد کرو کہ ہم اسلام کے جھنڈے کو بلند رکھینگے اور بزرگوں کی نیکیوں کو مٹنے نہ دینگے"

{ذیل میں محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا وہ پیغام درج کیا جا رہا ہے جو آپ نے مجلس خدام الاحمدیہ راولپنڈی ڈویژن کے سالانہ اجتماع (منعقدہ ۶-۷-۸ ستمبر ۱۹۶۳ء بمقام جہلم) کے لئے ارسال فرمایا۔ (ادارہ)}

عزیزو اور پیارو! خدا آپ کے ساتھ ہو اور اس کی معیّت و نصرت ہمیشہ آپ کے شامل رہے۔ مجھے افسوس ہے کہ مَیں آپ کے اجتماع میں شرکت کیلئے حاضر نہیں ہو سکتا۔ یہ چند سطور آپ کو اس لئے لکھ رہا ہوں تاکہ آپ کو آپ کا مقام اور مقصد یاد دلاؤں۔ آپ خدا کے مامور کی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے اگر آپ اپنا معاملہ اس کے ساتھ صاف رکھیں گے تو وہ کبھی آپ کو ضائع نہیں کریگا۔ یاد رکھیں کہ نامرادی اور ناکامی ہمارے لئے نہیں بلکہ ہمارے دشمنوں کے لئے ہے۔ یہ خدا کی تقدیر ہے جو کبھی بدل نہیں سکتی۔ اس کا وعدہ ہے انتم الاعلون ان کنتم صادقین۔ اگر تم صدق و رزی دکھاؤ گے اور خدا سے کئے ہوئے عہد نبھاتے رہو گے تو تم ہی غالب اور بامراد ہو گے۔

بے شک اس وقت ہمیں ایک بہت بڑا صدمہ پہنچا ہے اور ہمارے دل اندوہگیں ہیں لیکن خدا کے فضل سے مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ ہمارا خدا زندہ اور ازلی ابدی خدا ہے۔ اس کے دامن سے وابستگان کبھی ضائع نہیں ہوتے۔ پس مَیں آپ سے کہتا ہوں کہ مایوسی کو کبھی اپنے پاس نہ آنے دیں اور ظلم کو کبھی اپنا شیوہ نہ بنائیں اور خدا کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں تو خیر ہی خیر ہے۔

۲ ستمبر کو جب حضرت میاں بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی تشویشناک علالت کا سُن کر مَیں لاہور کے لئے روانہ ہونے لگا تو اتفاقاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک کتاب کے اِن الفاظ پر میری نظر پڑ گئی۔ فرماتے ہیں "اگر تم خدا کی نظر میں متقی ٹھہرو تو کوئی چیز تمہیں تباہ نہیں کر سکتی"۔ کتنے تسلّی دینے والے اور کیسے ہمّت بندھانے والے الفاظ ہیں۔ سو تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو اور آج سے خدا کا نام لیکر یہ عہد کرو کہ ہم اسی کے فضل اور اُسی کی توفیق سے ہمیشہ اسلام کے جھنڈے کو بلند رکھیں گے اور بزرگوں کی نیکیوں کو مٹنے نہیں دیں گے۔ خدا آپ کے ساتھ ہو۔

والسّلام

آپ کا بھائی

مرزا رفیع احمد

(صدر مجلس خدام الاحمدیّہ مرکزیّہ)

اے احمدیت کے نوجوان

(مکرم حکیم محمد صدیق صاحب فاضل ایم۔او۔ایم۔پی۔ ربوہ)

بڑھے جاؤ فضلِ خدا کے سہارے — دکھا دو زمانے کو گرنے کے نظارے

بتا دو ہدایت کا رستہ جہاں کو — کہ تاریک دنیا میں تم ہو ستارے

خدا نے کیا فیصلہ یہ جہاں میں — کہ دنیا کی حالت کو تم ہی سنوارے

اُٹھو ساری دنیا میں تم پھیل جاؤ — بلاتے ہیں تم کو زمیں کے کنارے

خدا سے بشر کو دوبارہ ملا دو — مٹا دو صنم خانے دنیا کے سارے

نہ لاؤ کبھی خوف دل میں کسی کا — کہ ہے ساتھ نصرت خدا کی تمہارے

محبت سے تم نوعِ انساں کے دل میں — خدا کی محبت کے بھر دو شرارے

ملا ہے وہ سالار تم کو عزیزو — سمجھتا ہے جو آسماں کے اشارے

بفضلِ خدا تم ہی غالب رہو گے

کہ فضلِ عمر رہنما ہیں تمہارے

قَصِیدَۃٌ فِی مَدْحِ سَیِّدِنَا الْمَسِیْحِ الْمَوْعُودِ عَلَیْہِ السَّلَام

(مکرم محمد اسلم صاحب صابر ایم - اے)

قَلْبِیْ بِکَدْعَۃَ عَالِقٌ شَغَفًا بِھَا ۔۔۔ نَجَمَتْ بُذُوْرُ الْحُبِّ فِی الْاَرْجَاءِ

میرا دل کدعہ (قادیان) کے ساتھ محبت کے باعث اٹکا ہوا ہے - اور اس کے گوشے گوشے سے محبت کے پودے پھوٹ نکلے ہیں -

نَزَلَ الْمَسِیْحُ بِھَا وَکَمْ مِنْ مَّائِتٍ ۔۔۔ فَاَقَامَہٗ مِنْ لَّحْدِہٖ بِدُعَاءِ

خدا کے مسیح موعودؑ اس بستی میں نازل ہوئے اور بہت سے مرنے والوں کو اپنی دعا سے قبر میں سے کھڑا کر دیا -

قَدْ اَدْخَلَتْنَا النَّفْسُ فِی ظُلُمَاتِھَا ۔۔۔ ثُمَّ انْطَوٰی سِتْرُ الدُّجٰی بِضِیَاءِ

نفس امّارہ نے ہمیں اپنی تاریکیوں میں قید کر رکھا تھا - پھر آپ نے اپنی ضیا پاشیوں سے تاریکی کا پردہ لپیٹ دیا -

وَقُلُوْبُنَا کَادَتْ تَضِلُّ بِجَھْلِھَا ۔۔۔ فَوَقَی الْقُلُوْبَ بِفَھْمِہٖ وَذَکَاءِ

ہمارے دل جہالت کے باعث راستہ سے بھٹکنے ہی والے تھے - کہ آپ نے آکر اپنے خداداد فہم و فراست سے ان کو بچا لیا -

وَاَفَاضَ عَیْنَ مَعَارِفٍ فِیْ صُبْحِہٖ ۔۔۔ کَالرِّیْحِ جَادَ الْعِلْمَ عِنْدَ مَسَاءِ

آپ صبح کے وقت معارف کے چشمے جاری کرتے تھے - اور شام کو تیز آندھی کی مانند علم کی سخاوت کرتے تھے -

فِیْ صَدْرِہٖ قَبَسٌ لِّدِیْنِ حَبِیْبِہٖ ۔۔۔ لَمْ یَسْتَقِرَّ الْقَلْبُ فِی الْاَحْشَاءِ

آپ کے سینے میں اپنے محبوب عربیؐ کے دین کی خاطر ایک شعلہ فروزاں تھا - اس کی خاطر پہلو میں دل کو کبھی قرار نہ آیا -

وَمَضَتْ اَوَانُ شَبَابِہٖ فِیْ نَصْرِہٖ ۔۔۔ حَتّٰی اجْتَبَاہُ وَلِیُّہٗ لِرِضَاءِ

آپ کے ایّامِ شباب دینِ اسلام کی مدد میں صرف ہوئے - حتّٰی کہ خدا نے خوش ہو کر آپ کو چن لیا -

کَسَرَ الصَّلِیْبَ بِضَرْبِہٖ الْمُتَشَدِّدِ ۔۔۔ فَعَلَا صُرَاخُ الْخَوْفِ مِنْ اَعْدَاءِ

آپ نے ضربِ کاری لگا کر صلیب کو پاش پاش کر دیا - اور دشمنوں کی خوف سے چیخیں نکل گئیں -

قَدْ قَتَّلَ الْخِنْزِیْرَ سَیْفُ دَلِیْلِہٖ ۔۔۔ لٰکِنَّہٗ اَحْیَا الْقُرٰی بِدُعَاءِ

آپ کے دلائل کی شمشیرِ براں نے خنزیروں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے لیکن دوسری طرف آپ کی دعاؤں سے بستیاں زندہ ہو گئیں -

"عُلَمَاءُھُمْ" وَلَّوْا وَلٰکِنْ سَیِّدِیْ ۔۔۔ قَدْ قَسَّمَ الْاَمْوَالَ مِلْءَ رِدَاءِ

علماء کی بدقسمتی تھی کہ وہ پیٹھ پھیر کر چلے گئے - ورنہ میرے آقا نے تو چادر بھر بھر کر اموال تقسیم کیے -

وَتَفَاخَرُوْا بِالْعِلْمِ لَمَّا دَعَاھُمُوْ ۔۔۔ لَمْ یَحْضُرُوا الْمَیْدَانَ لِلْاِنْشَاءِ

ان کو اپنے علم پر گھمنڈ تھا لیکن جب آپ نے مقابلہ انشاء کے لئے بلایا تو میدان میں آنے کی جرأت نہ ہوئی -

یٰاَیُّھَا الْعُلَمَاءُ اَیْنَ عُقُوْلُکُمْ ۔۔۔ اَفَلَنْ تُجِیْبُوْا قَطُّ صَوْتَ سَمَاءِ

اے علمائے کرام! تمہاری عقلیں کہاں چلی گئیں - کیا تم کبھی بھی آسمانی آواز کو قبول نہ کرو گے؟

وَتَنَمَّرَ الْاَعْدَاءُ فِيْ عُدْوَانِهٖ   فَاِذَا بِلَيْثٍ زَائِرٍ لِلِقَاءِ

دشمن آپ کے خلاف پلنگ صفت بن گئے۔ مگر آپ اُن کے مقابلہ میں دہاڑتے ہوئے شیر ببر کی طرح ڈٹ گئے۔

قَدْ اَجْلَبَ الْاَهْلُوْنَ مِنْ حُمْقٍ عَلٰى   مَنْ بَارَزَ الْكُفَّارَ عَنْ رُفَقَاءِ

افسوس! انہوں نے بباعث حماقت اس مقدس وجود کی مخالفت کی۔ جس نے اُن کی طرف سے دشمنوں کو للکارا تھا۔

وَاللّٰهِ كَانَ حُسَيْنَ اُمَّةِ مُصْطَفٰى   اَعْظِمْ بِكَرْبِ اِمَامِنَا وَبَلَاءِ

بخدا آپ امتِ مصطفٰےؐ کے حسین (ثانی) تھے۔ آہ! آپ کی مشکلات کس قدر عظیم تھیں۔

وَاللّٰهُ اَسْعَفَ عَبْدَهٗ بِمَلَائِكٍ   قَدْ اَرْسَلَ الْاَفْوَاجَ مِنْ تِلْقَاءِ

اور اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے فرشتوں کی فوجیں بھیج کر اپنے (معصوم ومظلوم) بندہ کی مدد فرمائی۔

يَا رَبِّ فَاهْدِ الْقَوْمَ مَا فِكْرٌ لَهُمْ   فِيْ نَصْرِ دِيْنِ الْمُصْطَفٰى وَوِقَاءِ

اے خدا اس قوم کو ہدایت عطا فرما۔ اسے دینِ مصطفٰےؐ کی مدد اور حفاظت کی کچھ فکر نہیں۔

يَا مُوْنِسَ الْاِسْلَامِ هَلْ لَكَ غَيْرَةٌ   لِعُلُوِّ دِيْنِ مُحَمَّدٍ وَّلِوَاءِ

اے اسلام کا غم رکھنے والے مسلمان! کیا تجھے اسلام اور پرچم اسلام کی سربلندی کے لئے غیرت آتی ہے؟

جَاءَ الْمُعَانِدُ بَاحِثًا عَنْ حَالِهٖ   فَصَبَا اِلَيْهِ لِحُسْنِهٖ وَبَهَاءِ

کئی عناد رکھنے والے اشخاص آپ کی اخلاقی حالت کو جانچنے کے لئے آئے مگر آپ کے حسن وجمال پر فریفتہ ہو گئے۔

يَا مَنْ تَمُوْتُ تَغَيُّظًا مِنْ فَوْزِهٖ   ذُقْ مِنْ حَلَاوَةِ خُلْقِهٖ وَحَيَاءِ

اے میرے آقا کی کامرانی کو دیکھ کر آتشِ حسد وغضب میں جلنے والے۔ ذرا ان کے خُلقِ شیریں اور حیا داری کا مزہ اٹھا۔

قِفْ يَا حَسُوْدَ مَسِيْحِنَا وَاِمَامِنَا   مَا اَنْتَ صَاحِبَ صِدْقِهٖ وَصَفَاءِ

اے ہمارے مسیح و امام علیہ السلام سے حسد رکھنے والے ذرا ٹھہر جا۔ تجھے صدق وصفا میں ان سے کیا نسبت!

مَا اَشْجَعَ الْمَهْدِيَّ كَظْمًا غَيْظَهٗ   اَمَّا الْعَدُوُّ فَلَا نَظِيْرَ جَفَاءِ

مہدئ دوران اپنے غصہ کو کس قدر پی جانے والے تھے۔ مگر دشمن کے جور وستم کی کوئی مثال ہی نہیں۔

اَفَمَا لَكَ الْاٰيَاتُ فِيْ تَرْكِ الْاِبِلْ   فِي الْبَدْرِ ثُمَّ الشَّمْسِ اَيْ لِغِطَاءِ

کیا تجھے اونٹوں کے بیکار ہونے اور آفتاب وماہتاب کے گہنا جانے میں کوئی نشان نظر نہیں آتا؟

وَانْظُرْ اِلٰى فِتْيَانِهٖ وَقِيَامِهِمْ   لَيْلًا وَّمَا هِيَ اَثْرُ غَيْرِ دُعَاءِ

اور نوجوانوں کو دیکھ کہ عبادت کے لئے شب بیداری کے عادی ہیں۔ اور یہ صرف آپ کی درد بھری دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے

اَرْوَى الْقُلُوْبَ فَتَنْتَشِيْ مِنْ حُبِّهٖ   كَمْ اَلْسُنٍ تَلْتَذُّ مِنْ اِحْلَاءِ

آپ نے پیاسے دلوں کو جامِ محبت پلا کر مست کر دیا۔ اور زبانیں آپ کے ذکر کی شیرینی سے ہمیشہ لذت اٹھاتی ہیں۔

رُوْحِيْ فِدَاكَ وَجِسْمِيْ يَا نُوْرَ الْهُدٰى   لَا زَالَ ذِكْرُكَ فِي الْوَرٰى بِعَلَاءِ

اے نورِ ہدایت! میری روح اور میرا ذرہ ذرہ آپ پر قربان ہو۔ اور آپ کا ذکر خیر پوری شان کے ساتھ مخلوق میں قائم رہے!

مکرم مبارک مصلح الدین صاحب ایم اے
نائب قائد مجلس کراچی۔

ایک خادم کا یومیہ پروگرام

اپنا یومیہ پروگرام بناتے وقت سب سے پہلے ہمیں یہ غور کرنا ہوگا کہ احمدیت اور خدام الاحمدیہ کے قیام کی اغراض کیا ہیں؟ کیونکہ ہمارے جملہ پروگرام انہی بنیادی اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے ہونے چاہئیں۔ چنانچہ جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ پروگرام بناتے وقت جن باتوں کو ہمیں بہرحال مدنظر رکھنا ہے وہ یہ ہیں:۔

(۱) سب سے پہلے تو ہمیں یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ خدام الاحمدیہ ایک مذہبی تنظیم ہے سیاسی نہیں

(۲) دوسرے ہمارا کام دنیا کی موجودہ "مغربی تہذیب وتمدن" کی عمارت کو جو اس وقت قائم ہے اسے توڑ دینا اور اس کی جگہ قرآن کریم کے بتائے ہوئے نقشے کے مطابق ایک نئی عمارت بنانا ہے۔

(۳) تیسرے ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم چونکہ تعلق باللہ و خدمتِ خلق اللہ کے لئے کھڑے ہوئے ہیں اس لئے ہمیں نیکی و تقویٰ میں، عبادت و راستی میں، عدل و انصاف میں ایسی نمایاں ترقی کرنا ہے کہ نہ صرف اپنے بلکہ غیر بھی اس کا اعتراف کریں۔ یعنی اسلام اور احمدیت کا حقیقی مغز و اخلاق ہمیں میسر آجائیں۔

(۴) چوتھے۔ ہم نے اپنے اندر قومی اور ملی روح کو پیدا کرنا ہے۔ جس کے لئے اصلاح نفس کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیم سے کما حقہ واقف ہونا سادہ زندگی، محنت کی اور اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالنا، عملی پہلو کو نمایاں کرنا، احکامات شریعت کی پابندی کرنا اور ذکر الٰہی کی عادت ڈالنا ہمارے فرائض میں داخل ہونا ضروری ہے۔

(۵) پانچویں۔ پھر ہمیں تبلیغ کے لئے اوقات وقف کرنا اور خدمتِ دین کے لئے مسلسل جدوجہد کرنا ہے۔ دنیا کی بہتری کی کوشش میں لگ جانا اور بنی نوع انسان کی بلا تمیز مذہب و ملت خدمت پر کمربستہ ہو جانا ہے۔ اور اس کے لئے ضروری ہے کہ ہماری تمام حرکات ایک ضبط کے ماتحت ہوں تا اسلام اور احمدیت کی برتری کے لئے ہم اپنی ساری طاقتیں بطریق احسن صرف کر سکیں۔

اِن امور کو ذہن میں رکھتے ہوئے جب ہم اپنا پروگرام بنائیں گے اور پھر ہم اس پر پوری طرح عمل پیرا ہو جائیں گے تو اس کے بعد پھر ہماری کامیابی انشاء اللہ یقینی ہے۔

الغرض ہمارا یومیہ پروگرام ایسا ہونا چاہیئے کہ جو قرآنی تعلیم، سنتِ رسولؐ، ارشاداتِ نبویؐ، اور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام کی ہدایات
کی روشنی میں بزرگانِ اسلام کے نقشِ قدم پر ہو۔
اب اپنا یومیہ پروگرام بنانے کے سلسلہ میں سب
سے پہلے میں نیند سے بیداری کو لیتا ہوں۔ ایک
سچے مومن یا خادم کو نماز تہجد کے لئے سحری کے وقت
بیدار ہونا چاہیئے اور اُٹھتے ہی وہ اپنے رب سے یہ
دعا مانگے :۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ
مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ۔

ترجمہ۔ یعنی سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس
نے ہم کو ہمارے مرنے کے بعد زندہ کیا
اور اسی کی طرف اُٹھ کر جانا ہے۔

اس کے بعد ضروری حاجات سے فارغ ہو کر اپنے
اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو جائے اور جی بھر کر دعا مانگے۔
نماز تہجد کی بے حد برکات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
قرآن کریم میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَہَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً
لَّکَ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ
مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ (بنی اسرائیل ع ۹)

ترجمہ۔ اور رات کو بھی تو کچھ سو لینے کے بعد
بیداری کیا کر جو تجھ پر ایک زائد انعام ہے
اس طرح پر بالکل متوقع ہے کہ تیرا رب تجھے
محمود والے مقام پر کھڑا کر دے۔

پھر نماز تہجد کی یہ بڑی خصوصیت ہے کہ ھِیَ اَشَدُّ
وَطْأً (المزمل) یعنی یہ نفس کو مارنے کا بڑا کارگر حربہ ہے۔
اس نماز کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ
بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :۔

"خدام کا فرض ہے کہ کوشش کریں کہ
سو فیصدی نوجوان تہجد کے عادی ہوں۔
یہ ان کا اصل کام ہوگا جس سے سمجھا جائیگا
کہ دینی رُوح ہمارے نوجوانوں کے اندر
پیدا ہو گئی ہے۔"

پس ہر خادم کو چاہیئے کہ وہ نماز تہجد کی ادائیگی کا التزام
کرے۔

نماز تہجد کی ادائیگی فجر کی اذان تک جاری رہتی ہے
اس کے بعد جب اذان ہو تو خادم کو نماز کی ادائیگی کے لئے
مسجد میں جانا چاہیئے۔ اگر قریب مسجد نہ ہو تو محلہ کے
مصلے جہاں قائم ہوں وہاں جانا چاہیئے۔ بہر حال نماز باجماعت
ادا کرنا ضروری ہے سوائے اشد مجبوری کے۔ قرآن مجید
میں جہاں جہاں نماز کے ادا کرنے کا حکم آیا ہے وہاں اقیموا
الصلوٰۃ آیا ہے یعنی نماز کو قائم کرو۔ اس کی تفسیر حضرت
خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہی بیان فرمائی ہے کہ
اصل نماز وہی ہے جو باجماعت ادا کی گئی ہو۔ اور جو نماز
فرض ہے وہ باجماعت فرض ہے نہ کہ انفرادی ادائیگی۔
حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :۔

"جو شخص مسجد میں نماز پڑھنے نہیں جاتا
اس کے پَیر تو اگر سونے پر بھی پڑیں گے تو
وہ لوہا بن جائے گا۔ کجا یہ کہ پیتل کو وہ سونا
بنا دے۔"

پھر فرمایا :۔

"جس وقت کوئی شخص کسی نماز کو چھوڑتا
ہے اُسی وقت وہ احمدیت سے خارج ہو جاتا
ہے۔"

پھر حضور فرماتے ہیں :۔

"نمازوں کے متعلق سختی سے پابندی کی جائے اور ہر ایک شخص کے متعلق نوٹ کیا جائے کہ وہ باجماعت نماز ادا کرتا ہے یا نہیں"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارہ میں فرماتے ہیں:۔

"پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو تو تم پنجگانہ نمازوں کو ترک نہ کرو کہ وہ تمہاری اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظل ہیں۔ نماز میں آنے والی بلاؤں کا علاج ہے۔ تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کی قضاء وقدر تمہارے لئے لائے گا۔ پس قبل اس کے جو دن چڑھے تم اپنے مولیٰ کی جناب میں تضرع کرو کہ تمہارے لئے خیر و برکت کا دن چڑھے"

نماز فجر کی ادائیگی کے بعد باقاعدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرنی چاہیئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ؕ

ترجمہ۔ تو سورج کے ڈھلنے سے لے کر رات کے خوب تاریک ہو جانے تک نماز کو عمدگی سے ادا کیا کر اور صبح کے وقت قرآن کے پڑھنے کو بھی (لازم سمجھ) صبح کے وقت قرآن کا پڑھنا یقیناً اللہ تعالیٰ کے حضور میں ایک مقبول عمل ہے۔

پھر اس کی اہمیت کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یقیناً سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۲۳)

پس قرآن کریم کی تلاوت از حد ضروری ہے اور باقاعدہ کرنا ضروری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تلاوت کرنے کے جو طریق بیان فرمائے ہیں وہ یہ ہیں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

(۱) "قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو" (الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۲ء)

(۲) "جو علمی ترقی چاہتا ہے اس کو چاہیئے کہ وہ قرآن شریف کو غور سے پڑھے۔ جہاں سمجھ نہ آئے دریافت کرے۔ اگر بعض معارف سمجھ نہ سکے تو دوسروں سے دریافت کر کے فائدہ پہنچائے"

(الحکم ۱۷ جولائی ۱۹۰۲ء)

(۳) "انسان کو چاہیئے کہ قرآن شریف کثرت کے ساتھ پڑھے۔ جب اس میں دعا کا مقام آوے تو دعا کرے اور خود بھی خدا سے وہی چاہے جو اس دعا میں چاہا گیا ہے۔ اور جہاں عذاب کا مقام آوے تو اس سے پناہ مانگے ...... قرآن کریم کی مثال ایک باغ کی ہے کہ ایک مقام سے انسان کسی قسم کا پھول چنتا ہے پھر آگے چل کر اور قسم کا پھول چنتا ہے۔ پس چاہیئے کہ ہر ایک مقام سے مناسب حال

فائدہ اُٹھا وے۔" (الحکم ۲ فروری ۱۹۰۱ء)

(۴) "قرآن شریف تدبر و فکر اور غور سے پڑھنا چاہیئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے

رُبَّ قَارِئٍ یَلْعَنُہُ الْقُرْاٰنُ

یعنی بہت سے ایسے قرآن کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔" (الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۲ء)

پس قرآن کریم ٹھہر ٹھہر کر، سمجھ سمجھ کر اور آیات کے مناسب حال دعا و استغفار کرتے ہوئے پڑھنا چاہیئے۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد تھوڑی بہت جسمانی ورزش بھی کرنی چاہیئے۔ اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو کم از کم سیر تو باقاعدہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ روحانیت کے حصول اور اس میں ترقی کیلئے اچھی صحت کا ہونا بھی ضروری ہے۔ پس ہمارے یومیہ پروگرام میں کچھ وقت جسمانی ورزش کیلئے بھی ہونا چاہیئے۔

اس کے بعد اگر آپ نے سکول، کالج، دفتر یا کاروبار کے لئے جانا ہے تو اس کے لئے بھی تیاری ضروری ہے۔ روزانہ دانت صاف کرنا اور غسل کرنا مومن کا شیوہ ہے اور ہمیشہ صاف ستھرے رہنا سنتِ نبوی ہے۔

صبح کے وقت جب آپ ناشتہ کریں تو اسکے پہلے اور بعد مسنون دعائیں پڑھنی چاہئیں۔ اور جب گھر سے نکلیں تو یہ دعا پڑھیں:۔

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ
لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ
اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ
اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ
عَلَیَّ۔

ترجمہ۔ میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ باہر جاتا ہوں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں (مجھ میں) اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں یہ کہ میں گمراہ ہو جاؤں۔ ظلم کروں یا ظلم کیا جاؤں۔ یا جہالت کروں یا کوئی مجھ پر جہالت کرے۔

دفتر، سکول، کالج یا کاروبار کے وقت پورے انہماک، محنت، دیانتداری اور تقویٰ کے ساتھ اپنے دنیاوی فرائض ادا کرنے چاہئیں اور "دست با کار، دل با یار" کی حالت ہونی چاہیئے۔ کام کاج کے دوران میں جب نماز کا وقت آجائے تو بلا تاخیر وقت پر نماز ادا کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی۔

یعنی تم اپنی نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص وہ نماز جو کام کے دوران آوے۔

بعض اوقات انسان سستی سے کام لیتا ہے اور بلاوجہ نمازیں جمع کرنا شروع کر دیتا ہے۔ نمازیں جمع کرنے کی رعایت صرف استثنائی صورتوں میں بوقتِ مجبوری دی گئی ہے ورنہ ہر نماز اپنے وقت پر ادا کرنا ضروری ہے۔

عصر کی نماز کی ادائیگی کے بعد کچھ وقت ورزش میں بھی صرف کرنا ضروری ہے کیونکہ جب ہمارا کام اتنا بڑا اور اہم ہے اور ہم نے مختصر سے مختصر وقت میں اسے سرانجام دینا ہے تو لازمی بات ہے کہ ہمیں اپنی صحتوں کا بھی خیال رکھنا چاہیئے کیونکہ کام کرنے کی طاقت علاوہ اور چیزوں کے

ابھی صحت پر بھی منحصر ہے۔ پس ہمیں اپنے پروگرام کو اس
طرح مرتب کرنا چاہیئے کہ جسمانی صحت کے لئے بھی کچھ
وقت دیا جائے۔

اس بارہ میں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ
بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"خدام الاحمدیہ کو چاہیئے
کہ اس بات کو اپنی سکیم میں شامل
کریں ..... جماعت ورزش جسمانی
کی طرف خاص طور پر زور دے ...
..... یہ کام میں خدام الاحمدیہ کے سپرد
کرتا ہوں" (الفضل ۲۸ ۵/۳۹)

پھر فرمایا:۔

"بچوں کو ایسی کھیلیں کھلائی جائیں جن
سے ان کا جسم بھی مضبوط ہو، ذہن بھی ترقی
کرے اور پھر آئندہ ترقی کے لئے سبق آموز
بھی ہوں"

پھر جو لوگ کھیل میں حصہ نہیں لے سکتے ان کو عصر کے بعد اور
حصہ لینے والوں کو مغرب کے بعد مختلف طریق پر تبلیغ اور
اصلاح و ارشاد کا فریضہ سرانجام دینا چاہیئے۔ اس کے
بہت سے طریقے ہیں۔ ہر خادم اپنی طبیعت، استطاعت،
ماحول اور سوسائٹی کے لحاظ سے جو طریق مناسب حال
دیکھے اُسے وہ اختیار کرلے اور باقاعدہ فریضۂ تبلیغ
سرانجام دے۔

میں نے مغرب یا عصر کے بعد کا وقت تبلیغ کے لئے
تجویز کیا ہے کیونکہ کراچی میں عام طور پر دن کا باقی حصہ
بھی بہت مصروف گزرتا ہے۔ مگر جن لوگوں کو توفیق ہو
اور وہ دن کے دوسرے اوقات میں بھی وقت نکال سکیں
ان کو وہ وقت تبلیغ اور اصلاح و ارشاد میں ہی صرف
کر دینا چاہیئے۔

ہمیں بہرحال اصلاح و ارشاد اور تبلیغ پر خصوصیت
سے توجہ دینا ہے۔ کیونکہ ہم روحانی اور تبلیغی جماعت کے
رکن ہیں اور ہمارا اصل کام دنیا کی اصلاح کرنا ہے حضرت
خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"ہمارا سب سے اہم فرض یہ ہے کہ اُس
پیغام کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے ذریعہ نازل ہوا دنیا کے کناروں تک
پہنچائیں" (الفضل ۲۱ ۲/۴۳)

ظہر اور عصر کے وقت تو ہو سکتا ہے کہ کام پر
ہونے کی وجہ سے بامر مجبوری بہت سے خدام مساجد
میں نماز ادا نہ کر سکتے ہوں مگر مغرب اور عشاء کی نمازیں
تو بآسانی مسجد میں باجماعت ادا کی جا سکتی ہیں اس لئے فجر
کے علاوہ یہ دو نمازیں بھی ضرور مسجد میں ادا کرنی چاہئیں۔
عشاء کی نماز کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ ھَمَمْتُ
اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَیُحْطَبُ ثُمَّ
اٰمُرَ بِالصَّلٰوۃِ فَیُؤَذَّنَ لَھَا ثُمَّ
اُخَالِفَ اِلٰی رِجَالٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ
لَا یَشْھَدُوْنَ الصَّلٰوۃَ فَاُحَرِّقَ
عَلَیْھِمْ بُیُوْتَھُمْ۔ (بخاری و مسلم)

یعنی۔ اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں
میری جان ہے یقیناً میں نے ارادہ کیا کہ میں جنگل
سے ایندھن اکٹھا کرنے کا حکم دوں پھر میں نماز
کا حکم دوں اور اس کے لئے اذان دی جائے
پھر میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں

حاضر نہیں ہوتے اور میں ان کو اُن کے
گھروں سمیت آگ میں جلا دوں۔

غور کیجئے! یہ حضرت رحمۃ للعالمین کے الفاظ ہیں
اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مسجد میں نماز کی ادائیگی
حضورؐ کے نزدیک کس قدر اہم تھی اور اس کی ادائیگی نہ
کرنے کی کتنی سخت سزا ہے۔

پھر احادیث میں آیا ہے کہ حضورؐ فرماتے ہیں اگر
منافقین کو پتہ ہو کہ فجر اور عشاء کی نمازوں کا کس قدر
ثواب ہے تو خواہ انہیں گھٹنوں کے بل رینگ کر آنا پڑے
تو وہ ضرور مسجد میں آئیں اور یہ نمازیں ادا کریں۔

مغرب کے بعد دین کی خدمت کے لئے ضرور کچھ
وقت صرف کرنا چاہیئے۔ عہدیداران جنہیں اپنی ذمہ داری کا
احساس ہے وہ تو ایسا کرتے ہیں مگر ہر خادم کو بھی اس طرف
توجہ کرنی چاہیئے اور اس کا یومیہ پروگرام ایسا ہونا
چاہیئے کہ شام کو جب وہ دوسرے کاموں سے فارغ ہو
تو بجائے آرام کرنے کے دین کی خدمت کے لئے وقت دے
اور یہ بہت ہی ضروری ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی
ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"ہمیں اپنی ساری باتوں کو بھول کر
اسلام اور قرآن مجید کی حکومت
کے قیام کے لئے اپنی ساری طاقت صرف
کر دینی چاہیئے۔ اور ایسا زور لگانا چاہیئے
کہ دنیا صرف ہمارے دعویٰ کی وجہ سے
ہمیں پاگل نہ کہے بلکہ کام کی وجہ سے پاگل
کہے۔" (الفضل ۵ ہش)

پھر حضور فرماتے ہیں:۔

"اس اندرونی اصلاح اور تنظیم کو مکمل
کرنے کے لئے میں نے خدام الاحمدیہ انصار اللہ
اور اطفال الاحمدیہ تین جماعتیں قائم کی ہیں۔
اور یہ تینوں اپنے اس مقصد میں جو ان کے
قیام کا اصل باعث ہے اُسوقت کامیاب
ہو سکتی ہیں جب انصار اللہ، خدام الاحمدیہ
اور اطفال الاحمدیہ اس اصل کو مدنظر
رکھیں جو
حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ
میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ ہر شخص اپنے فرض
کو سمجھے اور پھر رات دن اُس فرض
کی ادائیگی میں اس طرح مصروف ہو جائے
جس طرح ایک پاگل اور مجنون تمام
اطراف سے اپنی توجہ ہٹا کر صرف ایک
بات کے لئے اپنے تمام اوقات کو صرف
کر دیتا ہے۔ جب تک رات اور دن
انصار اللہ اپنے کام میں نہیں لگے رہتے،
جب تک رات اور دن خدام الاحمدیہ
اپنے کام میں نہیں لگے رہتے اور اپنے
مقصد کو پورا کرنے کے لئے تمام اوقات
کو صرف نہیں کر دیتے اُسوقت تک ہم اپنی
اندرونی تنظیم کو مکمل نہیں کر سکتے۔ اور
جب تک ہم اندرونی تنظیم کو مکمل نہیں
کر لیتے اُسوقت تک ہم بیرونی دنیا کی
اصلاح اور اس کی خرابیوں کے ازالہ
کی طرف بھی پوری توجہ نہیں دے سکتے۔"
(الفضل ۱۱ ہش)

حضور کے اِن ارشادات سے دین کے لئے وقت دینے

کی اہمیت قارئین پر بخوبی واضح ہوگئی ہوگی۔ مجھے امید
ہے کہ زیادہ سے زیادہ خدام اپنے یومیہ پروگرام کو
اس طرح مرتب کریں گے کہ وہ روزانہ کچھ نہ کچھ وقت دین
کی خدمت پر خرچ کریں۔

ہمارے یومیہ پروگرام میں اور بہت سے نیک
کاموں کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے مگر میں اور چھوٹے
چھوٹے کاموں کے علاوہ اس وقت مزید تین اہم کاموں
کے بارہ میں یہ عرض کروں گا کہ آپ ان کے لئے بھی ضرور
اپنے پروگرام میں وقت نکالیں۔ وہ کام یہ ہیں:- دینی
تعلیم کا حصول، وقارِ عمل یعنی ہاتھ سے کام کرنے کی
عادت اور خدمتِ خلق۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

"نوجوانوں کے اخلاق کی درستی کریں،
انہیں اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی ترغیب
دیں، سادہ زندگی بسر کرنے کی تلقین کریں،
دینی علوم کے پڑھنے یا پڑھانے کی طرف
توجہ کریں۔"

پھر فرمایا:-

"کوئی نیا پروگرام بنانا تمہارے لئے
جائز نہیں۔ پروگرام تحریک جدید کا ہی
ہوگا۔ اور تم تحریک جدید کے والنٹیرز
ہوگے۔ تمہارا فرض ہوگا کہ تم اپنے ہاتھ
سے کام کرو۔ تم سادہ زندگی بسر کرو۔
تم دین کی تعلیم دو۔ تم نمازوں کی پابندی
کی نوجوانوں میں عادت پیدا کرو۔ تم تبلیغ
کے لئے اوقات وقف کرو۔۔۔۔ ان کا
یہ کام ہوگا کہ سلسلہ کا لٹریچر پڑھیں۔
نوجوانوں کو دینی اسباق دیں۔۔۔۔
۔۔۔۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتابیں
پڑھنے کے لئے کہا جائے اور پھر ان کا
امتحان لیا جائے۔ اسی طرح وہ خدمتِ
خلق کے کام کریں۔"

خدمتِ خلق کے بارہ میں حضور فرماتے ہیں:-

"غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرو۔
نہ صرف اپنے مذہب کے غریبوں اور
مسکینوں کی بلکہ ہر قوم کے غریبوں اور
بے کسوں کی۔ تا دنیا کو معلوم ہو کہ احمدی
کتنے بلند اخلاق ہیں۔" (الفضل ۱۴ ۴؍۳۸)

پھر فرمایا:-

"خدمتِ خلق سے خدمتِ احمدیت مراد
نہیں۔ خدا تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ یہ ہے
کہ تم اس کے سارے بندوں کی خدمت
کرو۔ خواہ وہ کسی مذہب اور ملت کے
ہوں۔ اگر تمہارا دشمن بھی ہے تو بھی اسکی
مصیبت کے وقت مدد کرو۔"

(تقریر افتتاح اجتماع ربوہ ۳۰ ۱؍۵۴)

پس ہمارا یومیہ پروگرام ایسا ہونا چاہیئے کہ اس میں
مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے، وقارِ عمل
کے لئے اور غریبوں اور محتاجوں کی امداد کے لئے بھی کچھ
وقت ضرور وقف کیا گیا ہو۔ اور چھٹی والے دن تو خاص طور
پر وقارِ عمل، مطالعہ اور خدمتِ خلق کا کام زیادہ کرنا چاہیئے۔
چھٹی کے دن کے وقت کو ان امور میں صرف کرنے کا نادر
موقعہ میسر آتا ہے اور اسے کبھی ہاتھ سے نہیں جانے دینا
چاہیئے۔

ہمارے پروگرام کے جو موٹے موٹے حصے ہونے چاہئیں
وہ مَیں نے بیان کر دیئے ہیں۔ اس کے علاوہ خدام کو اور بہت سی
اچھی باتیں اپنے پروگرام میں شامل کرنی چاہئیں۔ مثلاً کوئی نہ کوئی
ہنر سیکھنے کا وقت نکالیں۔ زائد محنت کر کے اور آمدنی پیدا
کریں اور تحریک جدید میں چندہ دیں۔ بزرگوں کی صحبت
سے استفادہ کریں۔ مختلف لائبریریوں میں جا کر مطالعہ کریں۔
اخبارات اور رسائل میں مضامین اور خطوط اشاعت کیلئے
بھیجیں۔ گھر کا کام کاج کریں، سودا سلف لا کر دیں وغیرہ وغیرہ۔
بالآخر یہ عرض ہے کہ ہمارے جملہ پروگرام اور
اعمال کی رُوح تقویٰ ہونی چاہیئے جس کے تحت ہم ہر
قدم اُٹھاتے وقت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو مدنظر رکھیں
اور دیکھیں کہ ہم کوئی بات اُس کی مرضی کے خلاف تو نہیں
کر رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

پھر حضور فرماتے ہیں:۔

"آسمان پر تم اُس وقت میری جماعت
شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی
راہوں پر قدم مارو گے ...... یقیناً
یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچتا
جو تقویٰ سے خالی ہو۔ ہر ایک نیکی کی
جڑھ تقویٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑھ ضائع
نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا۔
...... تم خدا کی آخری جماعت ہو سو
وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں
انتہائی درجے پر ہوں۔" (کشتی نوح ص۲۱)

پھر حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے
گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات
بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے
گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے
دن بسر کیا۔" (کشتی نوح ص۲۴)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو صراط مستقیم
پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم اس کی رضا کو حاصل
کرنے والے ہوں۔ آمین

خدام کے علمی مقابلے

امسال سالانہ اجتماع کے موقع پر مندرجہ ذیل علمی مقابلے ہونگے:۔
(۱) حفظ قرآن کریم (۲) ترجمہ و تفسیر قرآن کریم (۳) مطالعہ
احادیث (۴) مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام (۵) مضمون نویسی
(۶) تقاریر (۷) مشاہدہ و معائنہ (۸) عام معلومات (۹) پرچہ عام
دینی معلومات (لازمی)۔ (۱۰) پرچہ ذہانت (لازمی) (۱۱) پرچہ ترجمہ قرآن (لازمی)

علمی مقابلوں کے لئے خدام کے مندرجہ ذیل تین معیار
قائم کئے گئے ہیں:۔

معیار اوّل:۔ ایم۔اے۔ مولوی فاضل۔ جامعہ احمدیہ
کے درجہ ثالثہ تا خامسہ کے طلبہ۔

معیار دوم:۔ گریجوایٹ یا جامعہ احمدیہ کے درجہ
اولیٰ و ثانیہ کے طلبہ۔

معیار سوم:۔ پہلے دونوں معیاروں سے کم تعلیم
رکھنے والے اصحاب۔

تقریری اور تحریری مقابلوں کے عناوین اور دیگر تفصیلات مفصل
اور علیحدہ سرکلر میں شائع کی جا چکی ہیں۔

(مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مکرم محمد شفیق صاحب قیصر
جامعہ احمدیہ۔ ربوہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تہذیبِ اسلامی کا ایک درخشندہ گوہر

(۲)

آیئے اسلامی تہذیب کی تاریخ کا اس سے بھی تابندہ تر ورق اُلٹیں۔

اسلم جو حضرت عمرؓ کے خادم تھے روایت کرتے ہیں ایک سخت سرد رات میں حضرت عمرؓ کے ساتھ گشت میں نکلا۔ چلتے چلتے ہم مدینہ سے باہر نکل گئے اور نواحی بستیوں کے حالات کی تفتیش کر رہے تھے، دُور ایک جگہ آگ کی روشنی نظر آئی۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے مَیں سمجھتا ہوں یہاں کوئی قافلہ ہے جسے رات کی سردی نے رُکنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اسلم بیان کرتے ہیں کہ ہم تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے وہاں پہنچے۔ وہاں دیکھا کہ ایک عورت ہے اور اس کے ساتھ اس کے بچے ہیں۔ قریب ہی ایک ہنڈیا چولھے پر پک رہی ہے بچے بھوک کی شدت سے بلبلا رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے عورت کو سلام کیا اور پوچھا کہ بچے کیوں روتے ہیں؟ اور تم لوگ یہاں کیسے آئے ہو؟ عورت بولی رات اور سردی نے رُکنے پر مجبور کر دیا ہے، بچے بھوک کی وجہ سے رو رہے ہیں۔ چولھے پر ہنڈیا میں پانی رکھا ہے تاکہ بچے یہ سمجھیں کہ کھانا پک رہا ہے اور اسی طرح بہلا کر انکو سلا دوں۔ پھر کہنے لگی "اللہ عمرؓ کے اور ہمارے درمیان فیصلہ کریگا"۔ عمرؓ بولے کہ اے خدا کی بندی اللہ تعالیٰ تجھ پر اپنا فضل کرے عمرؓ بیچارے کو تمہاری حالت کی کیا خبر اور تم کیوں اس کی شکایت کرتی ہو۔ عورت بولی کہ حکومت تو سنبھال لی مگر رعایا کے حال کی خبر تک نہیں لیتا۔

اسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھے چلنے کا حکم دیا۔ ہم تیزی سے چلتے ہوئے سرکاری آٹے کے گودام پر آئے۔ حضرت عمرؓ نے وہاں سے ایک بوری آٹا لیا اور کچھ گھی وغیرہ ساتھ لیا۔ پھر مجھے کہا کہ یہ بوجھ اُٹھا کر میرے اُوپر لاد دو۔ اسلم کہتے ہیں مَیں نے عرض کی امیرالمومنین! میرے ہوتے ہوتے ایسا نہیں ہو سکتا لیکن آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن بھی تو میرا بوجھ اُٹھائیگا؟ اسلم کہتے ہیں کہ مَیں نے مجبور ہو کر وہ سامان آپ کو اٹھوا دیا۔ آپ اس سامان کے ساتھ تیزی سے اُس عورت کی طرف روانہ ہوئے۔ مَیں بھی ساتھ تھا۔ اس کے پاس پہنچ کر سامان اُتارا اور کچھ آٹا نکالا اور اُس عورت کے بچوں کے لئے اس گھی اور آٹے سے حریرہ تیار کرنے لگے۔ اسلم کہتے ہیں کہ آپ چولھے میں باربار پھونکیں مارتے تھے اور آپ کی لمبی داڑھی زمین پر لگ رہی تھی۔ جب حریرہ تیار ہو گیا تو ایک بڑے برتن میں ڈالا تاکہ ٹھنڈا ہو جائے اور پھر خود پھیلا پھیلا کر اسے ٹھنڈا کرتے رہے اور عورت بچوں کو کھلاتی رہی آپ برابر یہ خدمت سرانجام دیتے رہے یہاں تک کہ بچے خوب سیر ہو گئے ہو گئے۔ آپ نے بقیہ کھانا عورت کے پاس چھوڑا

اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ عورت نے تشکر کے ساتھ کہا جزاك اللہ خیراً امارت کے مستحق در اصل تم تھے امیرالمومنین (عمرؓ) نہیں۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے اچھی بات کہو۔ اگر تم امیرالمومنین کے پاس آؤ گی تو انشاء اللہ مجھے وہاں پاؤ گی۔ یہ کہہ کر چل دیئے اور ایک آڑ میں جا کر کھڑے ہوگئے۔ کچھ دیر ٹھہر کر پھر اس کی طرف آئے اور وہیں دبک کر بیٹھ گئے۔ اسلم کہتے ہیں، میں ضبط نہ کر سکا اور میں نے کہا حضرت اب چلیئے بہت ہو چکا اب کب تک ان کے پیچھے پڑے رہیں گے مگر آپ نے میری بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ بچے سو گئے ہیں پھر حضرت عمرؓ اُٹھے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور کہنے لگے اسلم! بھوک نے انہیں بے چین کر رکھا تھا اس لئے میرا جی چاہتا تھا کہ اس وقت تک یہاں سے نہ جاؤں جب تک اپنی آنکھوں سے انہیں آرام سے سوتا نہ دیکھ لوں۔

آیئے اب ہم اس تاریخ کا اس سے بھی تابندہ اور روشن ورق کا مطالعہ کریں۔

حضرت عمرؓ اپنے معمول کے مطابق مدینہ اور اس کے نواح کے لوگوں کے حالات کی دیکھ بھال کے لئے نکلے آپ مدینہ کے ایک وسیع میدان میں سے گزر رہے تھے۔ آپ ایک خیمہ کے قریب سے گزرے۔ خیمہ کے اندر ایک عورت کے کراہنے کی آواز آرہی تھی۔ خیمے کے دروازے پر ایک مرد بیٹھا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اسے سلام کیا اور اس کا حال دریافت فرمانے لگے۔ آپ کے استفسار پر اس نے بتایا کہ میں ایک بدوی ہوں اور امیرالمومنین کی بخشش وعطا سے کچھ حاصل کرنے کے ارادہ سے مدینہ آیا ہوں۔ آپؓ نے پوچھا کہ خیمے کے اندر سے کس کے کراہنے کی آواز آرہی ہے؟ بدوی کو کیا معلوم کہ وہ کس سے مخاطب ہے کہنے لگا جناب آپ کی مہربانی کا شکریہ جہاں آپ جا رہے ہیں جایئے آپ یہ پوچھ کر کیا کریں گے؟ حضرت عمرؓ نے اصرار کیا کہ نہیں بتاؤ اصل بات کیا ہے۔ آخر اسے بتاتے ہی بنی۔ کہ میری بیوی کو دردِ زِہ کی تکلیف ہے اور اس کی خبر گیری کرنے والا کوئی نہیں! حضرت عمرؓ فوراً اپنے گھر کی طرف روانہ ہوگئے اور اپنی اہلیہ ام کلثوم بنت علیؓ سے مخاطب ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ثواب کا موقعہ فراہم کیا ہے جو خود بخود تمہارے پاس چل کر آگیا ہے کیا تم اسے حاصل کرنا چاہتی ہو۔ اہلیہ نے کام کی نوعیت دریافت کی۔ آپ نے ام کلثومؓ کو پوری تفصیل سے آگاہ کیا اور فرمایا کہ نومولود کے لئے کپڑوں کی اور زچہ کے لئے جن اشیاء کی ضرورت ہوتی ہے وہ ساتھ رکھ لیں نیز ایک ہنڈیا اور کچھ کھانے پینے کا سامان بھی رکھ لو۔ حضرت عمرؓ نے ہنڈیا اٹھالی اور ام کلثومؓ ان کے پیچھے روانہ ہو پڑیں۔ منزل مقصود پر پہنچ کر حضرت عمرؓ نے بیوی کو خیمے میں بھیج دیا اور خود بدوی کے قریب بیٹھ گئے آگ جلائی اور کھانا تیار کیا۔ بدوی حیرت و استعجاب کی تصویر بنا اس عظیم انسان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ اس حقیقت سے بالکل بے خبر تھا کہ یہ عظیم انسان جس کے قرب کا اسے شرف حاصل ہے امیرالمومنین حضرت عمرؓ ہیں۔ اتنے عرصے میں بچے کی ولادت کا مرحلہ مکمل ہوگیا اور حضرت ام کلثومؓ کی آواز آئی "امیرالمومنین! اپنے دوست کو لڑکے کی خوشخبری دیجئے" جب بدوی نے "امیرالمومنین" کے الفاظ سُنے اس پر ایک ہیبت کا عالم طاری ہوگیا اور اس کے ہوش گم ہوگئے وہ اسی لمحے اٹھ کر امیرالمومنین سے دور ہٹ کر بیٹھنے لگا۔ مگر حضرت عمرؓ نے فرمایا نہیں نہیں یہیں بیٹھے رہو۔ آپ نے ہنڈیا اٹھائی اور حضرت ام کلثومؓ کو پکارا کہ یہ کھانا لیجائیں

اور بچہ کو کھلائیں۔ جب وہ کھا چکی تو بقیہ کھانا منگوا کر
بدوی کو کھلایا اور اس کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ واپس
تشریف لے گئے اور جاتے ہوئے بدوی کو کہہ گئے کہ کل
ہمارے پاس آنا تمہارے گزارہ کے لئے کچھ انتظام کر دیا
جائے گا۔ صبح ہوئی، بدوی دربارِ خلافت میں پہنچا حضرت
عمرؓ نے بیت المال سے اس کے بچے کے لئے وظیفہ مقرر
کر دیا۔

انسانی نقطہ نظر سے اتنا بلند اور اتنا دلکش
نمونہ آج دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔ رات کی نیند کو
حرام کر کے عوام کی خبر گیری ہو رہی ہے۔ ایک حاملہ عورت
کا پتہ چلتا ہے جو قریب الولادت ہے اور اس کا کوئی
مونس و غمخوار نہیں، آپ یہ کیفیت دیکھ کر گھر تشریف لاتے
ہیں، بیوی کو ساتھ لیتے ہیں، پھر دونوں اندھیری رات میں
پیادہ پا اُس غریب الدیار کی مدد کے لئے روانہ ہو جاتے
ہیں۔ امیر المومنین سامانِ خورد و نوش اُٹھائے ہوئے ہیں،
اور بیگم صاحبہ نومولود کے لئے کپڑوں کی گٹھڑی دبائے
ہوئے اسی شان سے چل کر بدوی کے قریب پہنچتے ہیں اور
یہاں پہنچ کر حضرت عمرؓ کی اہلیہ جنہیں آج کی سرکاری زبان
میں "First Lady of the State" کہا
جانا چاہیئے ایک دائی کے فرائض سرانجام دیتی ہیں اور
حضرت عمرؓ ایک خانساماں کے رُوپ میں نظر آتے ہیں۔
کیا انسانی احساس کی اس بلندی اور رفعت کی کوئی مثال
لائی جا سکتی ہے جس پر رُوئے زمین کا کوئی حکمران عمرؓ کے
سوا آج تک پہنچا ہو؟ یہ عمرؓ کی منفرد عظمتوں میں سے
ایک عظمت کا نشان ہے اور ہماری تہذیب کے حسین
ابواب میں سے ایک باب ہے جس نے عمرؓ کو ایک
ایسے سانچے میں ڈھالا جو آج تاریخ کی عظیم شخصیتوں میں
اسی طرح بلند نظر آتا ہے جس طرح یہ اسلامی تہذیب
تمام دیگر تہذیبوں کے مقابلہ میں۔ اور صرف اکیلے
عمرؓ ہی اس عظیم انسانیت کے پتلے نہیں تھے جسے اس
عظیم تہذیب نے ڈھالا ہو بلکہ حضرت ابوبکرؓ میں بھی
یہی انسانیت جلوہ گر ہے، حضرت عثمانؓ و علیؓ میں بھی ؛

محترم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی
بی۔اے (درویش قادیان)

گاہے گاہے باز خواں

ایک تبلیغی سفر

مصائب اور شدائد سہنے کی ایمان افروز داستان

مارچ ۱۹۳۶ء میں جب ہم میٹرک کے امتحان سے فارغ ہوئے تو نتیجہ نکلنے تک ہمارے پاس ایک ماہ سے زائد عرصہ فارغ تھا۔ اُن دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے ضلع گورداسپور کے قریبی اضلاع میں تین تبلیغی مراکز قائم فرمائے تھے۔ (۱) بکریاں (ضلع ہوشیارپور) (۲) نارووال (ضلع سیالکوٹ) اور (۳) ویرووال (ضلع امرتسر)۔ احبابِ جماعت کو حضور نے تاکیدی ارشاد فرمایا تھا کہ اپنی رخصتوں اور دیگر فارغ ایام کو تبلیغِ حق کے لئے وقف کریں۔ تا ایسے واقفین کو ان مراکز میں بھجوایا جائے۔ چنانچہ ہم تین دوستوں یعنی برادرم صلاح الدین صاحب ابن مولوی فضل الدین صاحب وکیل، برادرم قاضی عبدالرشید صاحب ارشد ابن قاضی عظیم اللہ صاحب آف فیض اللہ چک اور خاکسار نے باہمی مشورہ سے ایک ماہ تبلیغ کے لئے وقف کیا۔ جس پر ہمیں ویرووال کے تبلیغی مرکز میں کام کرنے کا ارشاد ہوا۔ ہم اگرچہ ناتجربہ کار تھے اور اس علاقہ سے بھی کوئی واقفیت نہ تھی لیکن خدا تعالیٰ پر توکل کر کے زبانِ عمل سے ہرچہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم کہتے ہوئے چل پڑے۔

جلال آباد تک

امرتسر تک تو ہم ریل میں گئے۔ وہاں سے بس میں بیٹھ کر ویرووال جا پہنچے۔ یہاں محترم عبدالمجید خان صاحب کے مکان پر آدھ گھنٹہ کے قریب آرام کرنے کے بعد موضع جلال آباد کیلئے پیدل روانہ ہوئے جو یہاں سے ڈیڑھ دو میل کے فاصلہ پر تھا۔ یہاں ہماری رہائش کا انتظام چوہدری فضل احمد صاحب نمبردار کے دیوان خانہ میں تھا۔ چوہدری صاحب خود تو احمدی نہ تھے لیکن احمدیت کے بارہ میں خیالات اچھے تھے۔ ان کے کچھ رشتہ دار بھی احمدی تھے۔ نیز آپ مکرم مولوی روشن دین صاحب کے بلند اخلاق سے بہت متاثر تھے جو ویرووال سے گاہ بگاہ تبلیغ کے لئے آتے رہتے تھے۔

علماء کی آمد

چوہدری صاحب کے ہاں پہنچے ابھی چند ہی منٹ گزرے تھے کہ دیوان خانہ سے متصل مسجد میں کسی شخص نے بہت خوش الحانی سے اذان کہی۔ نمبردار صاحب کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے امرتسر سے مولوی صاحبان آئے ہیں اچھا ہوا کہ آپ لوگ بھی تبلیغ کی خاطر آ گئے۔ آج تمہارے ساتھ ان مولویوں کی بحث کراؤنگا چنانچہ انہوں نے اپنا نوکر بھجوایا کہ ان مولوی صاحبان کو بلا لائے۔ چند منٹ کے بعد تین مولوی صاحبان آ گئے۔ نمبردار صاحب نے باہمی تعارف کرایا۔ چند منٹ تک سرسری باتیں ہوتی رہیں۔ صاحبِ خانہ نے مولوی صاحبان کو کہا کہ آج شام کو بحث کے لئے تیار ہو کر آنا اور ہمیں بھی کہا کہ تم بھی

اچھی طرح تیار ہو جاؤ تو آئندہ بحث ہو گی۔

اضطراری دُعا

ہمارے لئے یہ الٹی میٹم بہت زیادہ باعثِ تشویش تھا۔ ہم ابھی تو عمری کی حالت ہیں سکول سے فارغ ہوئے تھے تبلیغی مسائل کے متعلق ہمیں وسیع واقفیت نہ تھی اور نہ ہی بحث کا تجربہ تھا۔ خیر! مولوی صاحبان تو شام کو آنے کے وعدہ پر رخصت ہوئے اور ہم تینوں نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھیں اور خدا تعالیٰ کے حضور نہایت رقت، عاجزی اور سوز و اضطراب سے دعا مانگی کہ اے قادر و علیم خدا تو جانتا ہے کہ ہم کم علم اور ناتجربہ کار بچے تیرے سلسلہ کا پیغام پہنچانے کے لئے تیرے پاک خلیفہ کی ہدایت کے ماتحت نکلے ہیں۔ ہماری بے بضاعتی اور تقصیر سے درگذر فرماتے ہوئے اپنے وعدوں کے ماتحت سلسلہ حقہ کو فتح دے۔ نماز سے فراغت کے بعد ہمارے دل ایک گونہ اطمینان محسوس کر رہے تھے اور ہم اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے شدت سے منتظر تھے۔

سلسلہ حقہ کا رعب

جب ہم کھانے سے فارغ ہو کر واپس دیوان خانہ میں آئے تو اس وقت مغرب کے قریب وقت تھا نمبردار صاحب نے اپنا آدمی علماء کو بلانے کے لئے بھجوایا۔ وہ یہ پیغام لایا کہ مولوی صاحبان مغرب کی نماز کی تیاری میں ہیں نماز کے بعد آئیں گے۔ ہم نے گھر پر مغرب و عشاء کی نمازیں ادا کیں اور ان نمازوں میں بھی بہت خشوع و خضوع سے نصرتِ الٰہی کے حصول کے لئے محسن و کریم خدا کے حضور عرض کیا۔ جب ہم نمازوں سے فارغ ہوئے تو نمبردار صاحب کے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ مولوی صاحبان کسی کے ہاں ضیافت پر مدعو تھے اور وہ کھانا کھانے وہاں گئے ہیں۔ چنانچہ وہ بہت دیر کے بعد یعنی دس بجے رات کے قریب واپس مسجد میں آئے اور نمبردار صاحب کے دریافت کرنے پر تھکاوٹ اور طبیعت کی خرابی کا عذر کرتے ہوئے وعدہ کیا کہ صبح کی نماز کے بعد بحث کے لئے آئیں گے۔ نمبردار صاحب تو یہ جواب سن کر اپنی حویلی میں چلے گئے اور ہم حتی المقدور رات دعا میں مصروف رہے۔ صبح کی اذان کی آواز ہمیں قریب کی مسجد سے سنائی نہ دی۔ ہم نماز سے فارغ ہو کر تلاوتِ قرآن کریم میں مصروف تھے کہ نمبردار صاحب گھر سے باہر نکلے اور ہماری خیریت دریافت کرنے کے بعد اپنے خادم کو مولوی صاحبان کو بلانے کے لئے بھجوایا۔ اس نے واپسی پر اطلاع دی کہ مسجد خالی پڑی ہے اور وہاں پر مولوی صاحبان میں سے کوئی نہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ صبح کی نماز سے پہلے ہی امرتسر کی طرف جا چکے تھے۔ ہماری کمزوری اور کم علمی کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص نشان دکھا کر ہمارے ایمانوں کو تقویت دی اور ان مخالف علماء پر سلسلہ حقہ کا ایسا رعب غالب آیا کہ انہوں نے بغیر بحث کئے وہاں سے چلے جانے میں ہی خیریت جانی۔ فالحمد للہ۔

مخالفت کا زور

اس علاقہ میں جماعت کی مخالفت بہت زوروں پر تھی۔ جب ہم اپنی رہائش گاہ سے باہر نکلتے تو گاؤں کے لڑکے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ کے خلاف نہایت گندے اشعار پڑھتے ہوئے ہمارے اوپر گوبر اور پتھر پھینکتے اور کبھی تالیاں بجاتے۔ غیر احمدی علماء نے بار بار تقریریں کر کے مخالفت کا محاذ بہت مضبوط کیا ہوا تھا۔ خال خال بعض سعید الفطرت اشخاص بھی مل جاتے جو ہماری باتوں کو توجہ سے سنتے اور غور کرنے کا وعدہ کرتے۔ ہم گاؤں کے مضافات کی اراضی اور کنوؤں پر بھی جاتے اور

علم و بردباری سے پیغامِ حق پہنچانے کی کوشش کرتے۔ لیکن مخالفت کا سیلاب اس طرح اُمڈا ہوا تھا کہ اکثر ہماری باتیں تمسخر اور استہزاء یا گالی گلوچ کے سوا کوئی ردِ عمل پیدا نہ کرتیں۔

جب گندم کی کٹائی کا وقت آیا تو ہم بسا اوقات کھیتوں میں جاتے اور فصل کی کٹائی میں امداد دینے کے ساتھ ساتھ تبلیغی باتیں بھی کرتے جاتے لیکن اس علاقہ کے اکثر لوگوں کے دل ایسے سخت ہو چکے تھے کہ وہ احمدیت کا نام سننا بھی گوارا نہ کرتے تھے۔ کیونکہ امرتسر سے اکثر غیر احمدی علماء دَورہ کر کے ان کی آتشِ غضب پر تیل چھڑکتے رہتے تھے ان دنوں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے نفلی روزوں کا بھی ارشاد فرمایا ہوا تھا ہر سوموار و جمعرات کو ہم روزہ رکھتے اور ان دنوں گاؤں میں تبلیغ کرتے۔ ہفتہ کے دوسرے ایام میں قریب کے گاؤں میں جاتے۔ کبھی کبھار چوہدری فضل احمد صاحب ہمیں اپنے باغ میں ساتھ لے جاتے اور شہتوت سے ہماری تواضع کرتے۔ قریب ہی رعیہ سے گزرنے والی چھوٹی نہر تھی کبھی کبھی ہم وہاں جا کر بھی فریضہ تبلیغ کی ادائیگی کرتے۔

موضع میانی کا سفر

انہی ایام میں ایک دن جب ہم نے روزہ رکھا ہوا تھا کہ مکرم مولوی روشن دین صاحب ڈیرہ والی سے تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ میں نے دریائے بیاس کے پار موضع میانی جا کر تبلیغ کرنے کا پروگرام بنایا ہے وہاں ہمارے ایک نو احمدی دوست بھی ہیں۔ ان سے مجلس مشاورت میں شمولیت کے لئے تیاری کرنے کے واسطے بھی کہنا ہے۔ برادرم قاضی صاحب تو اس دن علیل تھے، برادرم صلاح الدین صاحب اور خاکسار مکرم مولوی صاحب کے ساتھ اس تبلیغی مہم پر روانہ ہوئے۔

جب ہماری کشتی دریا کے کنارے سے کچھ دور ہوئی تو مقابل پر ایک اور کشتی ہماری طرف آتی دکھائی دی۔ ابھی وہ کشتی ہماری کشتی سے کچھ فاصلہ پر ہی تھی کہ اس میں سے ایک شخص نے بلند آواز سے ہمارے ملاحوں کو پکارا کہ کشتی واپس کنارے پر لگا دو ہم نے فوراً واپس جانا ہے چنانچہ۔ چنانچہ ہمارے ملاحوں نے کشتی کو واپس لوٹا کر کنارے پر لگا دیا۔ چند منٹ میں دوسری کشتی بھی کنارے پر آ لگی اس میں سے تین اشخاص نکل کر ہماری کشتی میں سوار ہو گئے اور کشتی چلانے کے لئے کہا۔

ایک عجیب مباہلہ

جونہی کشتی روانہ ہوئی اُن میں سے ایک شخص نے مکرم مولوی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے بے تحاشہ گالیاں دینی شروع کر دیں۔ وہ بار بار یہ کہتا کہ تم نے ہمارے خاندان میں تفرقہ ڈال دیا ہے، بھائی سے بھائی جدا کر دیا ہے اور باپ سے بیٹا۔ رفتہ رفتہ وہ تلخ کلامی میں بڑھتا گیا اور بالآخر اس نے کہا کہ اگر تم سچے ہو اور تمہارا مرزا سچا ہے تو میرے ساتھ مباہلہ کر لو۔ مکرم مولوی صاحب نے فرمایا کہ اس وقت کیا مباہلہ کرنا چاہتے ہو۔ اس نے کہا کہ ہم دونوں دریا میں چھلانگ لگاتے ہیں اگر مرزا سچا ہو گا تو تم پار نکل جاؤ گے اور اگر مرزا جھوٹا ہوا تو میں بخیریت کنارے پر پہنچ جاؤں گا۔ مکرم مولوی صاحب معمولی تیرنا جانتے تھے اور وہ ماہی گیر اور ماہر تیراک تھا۔ اِن حالات میں مولوی صاحب نے کہا کہ یہ کوئی مباہلہ نہیں، میں وہ مباہلہ کروں گا جو قرآن کریم اور احادیث سے ثابت ہے۔ وہ شخص غضبناک ہو کر بولا کہ قرآن و حدیث کو تم ایک طرف رکھو اور میرے ساتھ وہ مباہلہ کرو جو میں کہتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ فرعون کی

طرح تم ضرور دریا میں غرق ہو جاؤ گے اور تمہاری لاش بھی
نہ ملے گی۔ ان الفاظ کے ساتھ وہ آگے بڑھا۔ پہلے مولوی
صاحب کو دھکے دیئے اور پھر آپ کو اٹھا کر پانی میں پھینکنے
لگا۔ اس دھکا پیل میں آپ کی پگڑی دریا میں گر گئی سو
میں نے کشتی سے ہاتھ بڑھا کر پانی سے اٹھا لی۔ اس
وقت اس نے ہم دونوں کو بھی غلیظ گالیاں دیں لیکن
اس کی دھینگا مشتی کا زیادہ نشانہ محترم مولوی صاحب
تھے۔ ہمارا خیال تھا کہ یہ شخص اپنے ساتھیوں سمیت ہم
تینوں کو دریا میں پھینکنے سے باز نہ آئے گا لیکن یہ اللہ تعالیٰ
کی قدرت ہے کہ ہم کو اس پُر خطر حالت میں ایک گونہ
اطمینان اور تسلی تھی کہ اگر وہ ہمیں دریا میں پھینکنے میں
کامیاب بھی ہو گیا تو چند منٹ کے غوطے کھانے کے بعد ہم
اپنے محسن حقیقی کی آغوش میں چلے جائیں گے اور اسکی رحمت
ہم پر ابد الآباد تک اپنا سایہ کرے گی اور یہ کوئی مہنگا سودا نہیں۔
بہرحال جب اس کی زیادتی اور ظلم انتہا کو پہنچ گیا تو کشتی کے
مسافروں میں سے ایک سکھ کو جو یہ تمام ماجرا دیکھ رہا تھا،
جرأت ہوئی اور اس نے آگے بڑھ کر اسے کہا کہ افسوس ہے
آپ لوگ مسلمان ہیں اور سچے اور پُر امن دین کے پیرو ہونے
کا دعویٰ کرتے ہیں آپ کی یہ زیادتی اور ظلم بہت قابل
افسوس ہے۔ چنانچہ اس نے سختی سے اس مغرور شخص کو پکڑ کر
پیچھے ہٹایا اور اس کو اور اس کے ساتھیوں کو سمجھانے کی
کوشش کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ہماری کشتی کنارے پر
آ لگی۔ جب ہم کشتی سے اُترے اور موضع "میانی" کی طرف
روانہ ہوئے تو اس شخص نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ پھر
ہمارا تعاقب کیا اور مولوی صاحب کو سخت درشتی سے کہا کہ
میں نے پختہ انتظام کیا ہوا ہے اگر تم ہمارے گاؤں گئے
تو تم سب کی لاشیں بھی واپس نہ آ سکیں گی (یہ شخص ہمارے
نو احمدی بھائی کا رشتہ دار تھا جنہیں ملنے کے لئے ہم
جا رہے تھے)

نیا حملہ

مولوی صاحب نے فرمایا کہ کیا اس طرف تمہارا
ہی گاؤں ہے کوئی اور آبادی نہیں؟ ہم
کپور تھلہ چلے جائیں گے وہاں بھی ہمارے دوست ہیں۔
اس نے مکرم مولوی صاحب کی نئی چھتری چھین لی اور اپنی
دھمکی دہراتے ہوئے دریا کے پتن کی طرف چلا گیا ہم تینوں
نے دریا کے بیلے میں ایک فرلانگ کے قریب کپور تھلہ کے
رُخ پر راستہ طے کیا پھر مولوی صاحب نے فرمایا کہ خواہ کچھ
بھی ہو ہم موضع میانی ضرور جائیں گے اور اپنے نو احمدی
دوست سے جو اس شخص کا بھائی ہے ضرور ملیں گے۔ چنانچہ
ہم دو تین فرلانگ کا چکر کاٹ کر مذکورہ گاؤں پہنچے۔ اس
نو احمدی کے گھر سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ دوست
کوئیں پر پانی لینے گئے ہیں۔ جب ہم کوئیں پر پہنچے تو وہاں اُن
کا کوئی پتہ نہ چل سکا۔ ہم واپس لوٹ کر پھر اُس کے گھر آئے
تو اُس کے لواحقین نے جو سب جماعت کے مخالف تھے کہا کہ
وہ فلاں پتن پر مچھلیاں پکڑنے گئے ہیں۔ چنانچہ اُن میں سے
ایک نوجوان ہماری راہنمائی کے لئے ہمارے ساتھ ہو گیا۔
مکرم مولوی صاحب اس کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اُس کو
تبلیغی باتیں بھی سُنا رہے تھے۔ ہم گاؤں کی اراضی سے گزر کر
دریا کے بیلے میں داخل ہو چکے تھے اور ایک پگڈنڈی پر جو
اونچے اونچے سرکنڈوں میں سے گزر رہی تھی چلے جا رہے
تھے کہ اچانک کسی نے پیچھے سے آواز دی۔ پیچھے دیکھنے سے
معلوم ہوا کہ ہمارے گائڈ کے تین ساتھی ہیں جو اُس کو بلا رہے
ہیں۔ وہ ہمیں اس پگڈنڈی پر چلتے جانے کی ہدایت کرتے ہوئے
اپنے ساتھیوں کی ملاقات کے لئے واپس لوٹا۔ ہم آہستہ آہستہ
آگے بڑھے۔ چند منٹ میں وہ نام نہاد گائڈ مع تین ساتھیوں کے

جو لاٹھیوں سے لیس تھے دَوڑتے ہوئے ہمارے پاس پہنچ گئے۔ ہمیں اِس منصوبے کا قطعاً علم نہ تھا۔ ہمارے پاس حفاظت کے لئے بھی کوئی سامان نہ تھا۔ ایک چھتری جو محترم مولوی صاحب لائے تھے وہ بھی چھینی جا چکی تھی جس جگہ سے ہم گزر رہے تھے وہ بالکل سنسان تھی۔ قریب نہ کوئی آبادی تھی اور نہ کسی انسان کا اُدھر سے گزر تھا۔

ان مخالفین نے ہمارے پاس پہنچتے ہی غلیظ گالیوں کے ساتھ مکرم مولوی صاحب پر لاٹھیاں اور سوٹیاں برسانی شروع کیں مولوی صاحب کی عینک ٹوٹ گئی۔ اس کا خول جو کوٹ کی جیب میں تھا وہ بھی ناکارہ ہو گیا۔ ظلم کا اصل نشانہ مولوی صاحب تھے کیونکہ انہی کی جدوجہد کے نتیجہ میں ان حملہ آوروں کے گھر میں سے ایک سعید الفطرت آدمی کو قبولِ حق کی توفیق مل چکی تھی اور وہ اِسی وجہ سے زیادہ برہم تھے۔ بہرحال مولوی صاحب اس زخم رسیدہ اور مضروب حالت میں صبر و استقلال کا کامل نمونہ دکھا رہے تھے۔ جب مار پیٹ سے آپکو کچھ وقفہ ملتا تو ہماری نوعمری کی وجہ سے آپکو ہمارا فکر لاحق ہوتا اور آپ ہمیں کہتے کہ تم دریا پر جا کر کشتی کے ذریعہ جلال آباد چلے جاؤ لیکن ہم مولوی صاحب کو اِس حالت میں اکیلے کیسے چھوڑ سکتے تھے۔ چنانچہ اسی سبّ و شتم اور ضرب و کوفت کی حالت میں تقریباً آدھ گھنٹہ گزر گیا۔

مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ!

مولوی صاحب اب زخموں سے چُور اور نڈھال ہو چکے تھے۔ زمین باوجود فراخی کے ہم پر تنگ ہو چکی تھی، سوائے خدا تعالیٰ کے اَور کوئی ملجا و ماویٰ اور پُرسانِ حال نہ تھا۔ متیٰ نصر اللہ کی پکار ہمارے دلوں سے بلند ہو رہی تھی۔ اچانک ایک معزز شخص گھوڑے پر سوار ایک طرف سے آ گیا۔ ہماری اِس بے بسی کی حالت کو دیکھ کر اس نے ان ظالموں کو ڈانٹا کہ تم لوگ یہ شرارت کیوں کر رہے ہو۔ انہوں نے جواباً یہ عذر تراشی کی کہ یہ لوگ (ہم تینوں) ہماری گھوڑی چُرا کر لے جا رہے تھے ہم نے ان کو پکڑ لیا ہے اور ان کو زدوکوب کر رہے ہیں۔ ہم اِس الزام کو سُن کر انتہائی حیرت میں پڑ گئے۔ ہمارے لباس و ہیئت شہری اور شریفانہ تھی اور وہ ظالم جو ہم پر چوری کا الزام دے رہے تھے اپنے لباس اور شکل و صورت سے سرتاپا عادی چور معلوم ہو رہے تھے اور وہ معزز سوار بھی اصل حقیقت سمجھ رہا تھا۔ چنانچہ اس نے رعبناک آواز میں اُن کو ڈانٹا اور شرارت سے باز رہنے کے لئے تنبیہہ کی۔ یونہی دشمن کی گرفت ڈھیلی ہوئی ہم تیزی سے دریا کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ معزز شخص جو اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی سے ہمارے بچاؤ کے لئے وہاں پہنچا تھا ہمیں اس ظلم سے رہائی دلانے کے بعد ایک طرف کو چلا گیا اور ہم کشتی میں بیٹھ کر واپس جلال آباد پہنچ گئے۔

بے شک یہ آزمائش کڑی تھی اور اُن دنوں اکثر اسی طرح مخالفت اور خطرات کے بادل ہمارے اُوپر چھائے ہوئے تھے لیکن ان تکالیف میں لذت اور ان آلام میں انعام محسوس ہوتا تھا۔ ہماری حقیر دعائیں اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول ہوتی تھیں اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قادر و کریم خدا اپنی رحمت بے پایاں اور فضل عمیم سے ہر قدم پر ہمارا ساتھ دیکر ہمارے ایمانوں کو مضبوطی بخش رہا ہے ؎

آتے ہیں جس قدر غمِ دوراں کے زلزلے
اتنی ہی استوار ہوئی عشق کی اساس

واہ رے باغِ محبت موت جس کی رہگذر
وصلِ یار اس کا ثمر پر اردگرد اسکے ہیں خار
(مسیح موعود علیہ السلام)

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا ایک اور زرّین کارنامہ

فضلِ عمر پبلک لائبریری کا افتتاح

(از بشیر الدین صاحب عباسی معتمد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی)

مجلس خدام الاحمدیہ کے بنیادی اغراض و مقاصد میں سے ایک بہت بڑا مقصد بنی نوع انسان کی بلا امتیاز مذہب و ملت خدمت کرنا ہے۔ چنانچہ مجلس کراچی کئی سالوں سے بعض ایسے اداروں کے لئے کوشاں ہے جو عارضی نہیں بلکہ مستقل طور پر خدا تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کر سکیں۔ ہمارے اس پروگرام کے تحت خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم اب تک مندرجہ ذیل ادارے قائم کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ جو بفضلہ تعالیٰ خدمتِ خلق کا عظیم فریضہ سرانجام دے رہے ہیں:۔

دو رفاہی شفاخانے۔ بہبود اطفال کے ادارے۔ دو مراکز تقسیم اشیاء صنعتی ادارہ برائے مستورات، انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی (زیرِ تعمیر) علاوہ ازیں فضلِ عمر ڈویژن مختلف خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

ایک بہت ہی بڑا خدمتِ خلق کا کام علم سے بے بہرہ مخلوق کو علمی خزائن سے متعارف کرانا ہے۔ اور اس بات کی شدت سے ضرورت تھی کہ اس خدمتِ خلق کے کام کو بھی عملی جامہ پہنایا جائے۔ مجلس کے محدود وسائل و ذرائع اب تک اس پروگرام کو عملی جامہ پہنانے میں حائل رہے۔ لیکن امسال خدا تعالیٰ نے ہمیں ایسے ذرائع عطا فرما دیئے کہ مورخہ ۳۰ راگست ۱۹۶۳ء بروز جمعہ پونے چھ بجے شام مارٹن روڈ کے مقام پر ایک پبلک لائبریری کا افتتاح کر سکیں۔ الحمد للہ یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔

اس لائبریری کا نام ہمارے دوسرے اداروں کی طرح ہمارے پیارے امام حضرت فضلِ عمر مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نام پر فضلِ عمر پبلک لائبریری رکھا گیا ہے۔ لائبریری کے افتتاح کے لئے برِصغیر پاک و ہند کے نامور صحافی اور مشہور نقاد علامہ نیاز فتح پوری صاحب کی خدمت میں درخواست کی گئی۔ چنانچہ علامہ صاحب موصوف نے اسے قبول فرماتے ہوئے لائبریری کا افتتاح فرمایا۔

افتتاح کی کارروائی درج ذیل ہے:۔

کارروائی کا آغاز تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا۔ بعد تلاوت مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب نے نظم پڑھی۔ بعد ازاں مکرم عبدالشکور صاحب اکمل ناظم تعلیم نے مندرجہ ذیل سپاسنامہ پیش کیا۔

صدرِ محترم و معزز حاضرین!

آج ہمارے دل شکر و امتنان کے جذبات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہیں کہ اس نے ہمیں یہ

توفیق عطا فرمائی ہے کہ ہم رفاہِ عام کی خاطر محض اس کی رضا کے لئے ایک پبلک لائبریری کا افتتاح کرنے میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ آج دنیا حقیقی علوم اور سچے عمل سے خالی ہے اور ایسے رفاہی اداروں کا قیام بہت بڑی ضرورت و اہمیت کا حامل ہے۔

ہم آج کے معزز مہمان برِ صغیر پاک و ہند کے شہرۂ آفاق نقاد اور صحافی علامہ نیاز فتحپوری کے ممنون ہیں کہ آپ ہماری درخواست کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے اس مبارک کام کے افتتاح کے لئے تشریف لائے ہیں۔

خدام الاحمدیہ کی تحریک ایک آفاقی تحریک ہے جس کی بنیاد کسی رنگ، نسل، زبان، قومیت یا وطن پر نہیں، جس کے مقاصد سیاسی یا اقتصادی نہیں اور جو اپنی افادیت کے لحاظ سے صرف جماعت احمدیہ تک محدود نہیں بلکہ اس کا دائرۂ عمل بین الاقوامی ہے۔ اس تحریک کا بنیادی مقصد محض لوجہ اللہ ہمدردیٔ خلق اللہ ہے۔ احمدیت میں جب کوئی فرد داخل ہوتا ہے تو اُسے خدا کے حضور یہ اقرار کرنا پڑتا ہے:۔

"اور عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائے گا۔"

پس خدام الاحمدیہ کا مقصد محض للہ بنی نوع انسان کی بلالحاظ مذہب و ملت خدمت کرنا ہے تا وہ اپنے متبوع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت میں یہ کہہ سکے۔

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمتِ خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

نیز یہ کہ:۔

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا چاہتا ہوں کہ دنیا میں میرا کوئی دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے کرتی ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔"

ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو اور بنی نوع انسان کی خدمت پر کمربستہ ہو جاؤ۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ خدام الاحمدیہ سے مراد احمدیت کے خادم نہیں بلکہ جماعت احمدیہ سے بنی نوع انسان کے خادموں کی جماعت مراد ہے۔ پس ہر ایک کی بھلائی چاہو خواہ وہ کسی رنگ، نسل یا مذہب سے متعلق ہو۔"

اس پیغام نے خدام کے اندر نیا جوش اور ولولہ پیدا کیا۔ چنانچہ ہم نے اپنی خدمتِ خلق کی اسکیموں کو اور وسیع کرنے کے لئے کچھ عرصہ قبل از سرِ نو وسیع تر پروگرام مرتب کیا۔ اس پروگرام کے مطابق ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے دو رفاہی شفاخانے اور بہبودِ اطفال کے ادارے، دو مراکز تقسیمِ اشیاء، ایک صنعتی ادارہ برائے مستورات، اور دیگر رفاہی ادارے قائم کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ وَمَا هُوَ اِلَّا بِفَضْلِهٖ تَعَالٰی وَنَشْكُرُهٗ عَلٰی ذَالِكَ۔

اِس وقت جو فضلِ عمر پبلک لائبریری کا افتتاح
کیا جا رہا ہے۔ یہ لائبریری اور دارالمطالعہ ہمارے اسی
پروگرام کی ایک کڑی ہے۔ جب ہم اپنے محدود وسائل و
ذرائع اور کم مائیگی اور دوسری طرف اپنی کامیابی پر غور
کرتے ہیں تو ہمارے جسم اور رُوح اللہ تعالیٰ کی حمد کے
گیت گانے لگتے ہیں کہ اس نے ہماری حقیر کوششوں کو
نوازتے ہوئے کیسی کیسی کامیابیوں سے مشرف کیا۔ چنانچہ
ہماری ڈسپنسریاں اپنے قیام کے ساڑھے تین سال کے
مختصر عرصہ میں تقریباً سوا دو لاکھ مریضوں کا علاج کر چکی
ہیں جن میں اکثر کا بالکل مفت علاج کیا گیا اور بعض سے
برائے نام معمولی سا معاوضہ لیا گیا کیونکہ بعض اوقات
بالکل مفت دوائی دینے سے بالخصوص ہمارے ملک میں
یہ اندیشہ بھی ہوتا ہے کہ مریض پر اس کی افادیت کا اثر
بھی ہوگا یا نہیں۔

اسی طرح ہمارے دوسرے رفاہی ادارے بھی ہر
لحاظ سے مفید ثابت ہوئے ہیں

ہم امید کرتے ہیں کہ نہ صرف اِس علاقہ کے عوام بلکہ
پوری کراچی کے احباب ہماری اِس لائبریری اور دارالمطالعہ
سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں گے۔

آخر میں ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں پہلے
سے بڑھ کر ہمت اور استقامت عطا فرمائے تا ہم بنی نوع
انسان کی کما حقہٗ خدمت کر سکیں اور یہی ہمارا مقصود و
مطلوب ہے۔ وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس ارشاد کے تحت
کہ مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ میں
ضروری سمجھتا ہوں کہ اِس موقعہ پر اپنے ان مہربان سرپرستوں
اور معاونین کا شکریہ ادا کروں جنہوں نے ہمیں اِس
مبارک کام کے چلانے کے لئے اپنی ہر ممکن معاونت سے نوازا!
جزاھم اللہ فی الدارین خیراً۔

مَیں ایک بار پھر مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے اپنے
معزز مہمان حضرت علّامہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا
قیمتی وقت قربان کر کے ہماری دلجوئی اور دلنوازی فرمائی۔"

سپاس نامہ کے بعد جناب علّامہ صاحب نے خطاب فرمایا۔
آپ نے فرمایا:۔

"دوستو، عزیزو!

اس سے قبل کہ رسمی باتیں شروع ہوں مجھے اجازت
دیجئے، اپنے بعض وہ تاثرات پیش کروں جن کا تعلق
معلوم نہیں میرے احساس کمتری سے ہے یا آپ حضرات
کے غیر معمولی حسن اخلاق سے ــــ ہو سکتا ہے کہ دونوں
سے ہو!

باور کیجئے کہ مجھے جب کبھی آپ حضرات کی معیت
کا اتفاق ہوا ہے، مَیں نے ہمیشہ یہی محسوس کیا ہے کہ
مَیں اِس دنیا سے ہٹ کر کسی اَور فضا میں سانس لے رہا
ہوں جہاں اوّلین احساس پورے خوش دلی کا ہوتا ہے
اور اس کے بعد اپنی نا اہلی کا ــــ خوش دلی آپ حضرات
کے خلوص و صداقت کی اور محرومی اپنی نا اہلی اور نارسائی
کی! چنانچہ اس وقت بھی مَیں اسی جذبے سے دوچار ہوں
جس کو اگر مَیں ظاہر نہ کر دیتا تو شاید میرے دل کی گھٹن دُور
نہ ہوتی۔

احمدی تحریک کا ذکر تو مَیں عرصہ سے سنتا چلا آ رہا
تھا لیکن خود اس پر غور و فکر کرنے کا موقع حال ہی میں ملا۔
اور اس نتیجہ میں پہنچا کہ اگر تعلیم اسلام کا مقصود واقعی بلندیٔ
کردار، حسنِ عمل اور طہارتِ نفس ہے (جس سے کبھی کسی کو
انکار نہیں ہو سکتا) تو اس وقت غالباً احمدی جماعت ہی

وہ جماعت ہے جس نے صحیح معنے میں اس مقصدِ عظیم کو سمجھا اور اسے اجتماعی حیثیت بخشی۔ میں شعائرِ مذہبی کی افادیت کا قائل ہوں لیکن صرف اسی معنی میں کہ وہ ذریعہ و واسطہ ہیں صحیح اخلاقِ انسانی کی تعمیر کا۔ لیکن اگر وہ ہمارے اندر پاکیزگیٔ نفس پیدا نہ کریں تو میرے نزدیک وہ بُت پرستی ہی کی دُوسری صورت ہے۔ واللہ دُرّ مَن قال ؎

یارب ز سیلِ حادثہ طوفان رسیدہ باد
بُت خانہ کہ خانقہش نام کردہ اند

پھر اگر اس کے ساتھ اس حقیقت کو بھی سامنے رکھا جائے کہ مذاہب کا مقصود محض انفرادی اصلاح نہیں بلکہ اس کا نقطۂ نظر اجتماعی اصلاح پورے جامعہ بشری کی اصلاح ہے تو پھر مذاہبِ عالم میں صرف اسلام ہی اب ایسا مذہب ہے جس نے ارتقاء انسانی کا یہ بلند نظریہ پیش کیا اور اس کو بروئے کار لانے کے لئے عقائد کو یکسر عمل میں تبدیل کر دیا۔

دنیا کے تمام مذاہب مخصوص تھے مخصوص اقوام کے لئے۔ لیکن اسلام کا خطاب تمام عالمِ انسانی سے تھا۔ معمورۂ دنیا کی پوری ہیئتِ اجتماعی سے تھا اور اسی بنا پر اس نے "اکملِ ادیانِ عالم" ہونے کا دعویٰ کیا۔ الغرض یہ تھا اصل مطلوب و مقصود۔ اسلام کا جو افسوس ہے کہ عہدِ سعادت و عہدِ خلفائے راشدین کے بعد رفتہ رفتہ فراموش ہو گیا اور مسلمان بجائے اس کے کہ وہ دوسروں کو اصلاح اور اجتماع کی دعوت دیتے خود افتراق و انتشار کا شکار ہو گئے اور مذہب نام رہ گیا صرف روایات کا۔

یہ حالت صدیوں تک جاری رہی یہاں تک کہ اسلام کو مردِ بیمار سمجھ کر چاروں طرف سے اس پر حملے ہونے لگے اور اس کی کس میرسی انتہا کو پہنچ گئی ——
یہی وہ وقت تھا اور یہی فضا تھی ہندوستان کی جب ایک مردِ عمل سرزمینِ قادیان سے اُٹھا اور اس نے تن تنہا تمام مخالف طوفانوں کا مقابلہ کر کے دنیا پر ثابت کر دیا کہ خدا کا روشن کیا ہوا چراغ مدھم تو ہو سکتا ہے لیکن اُسے بُجھایا نہیں جا سکتا ولو کرہ المشرکون!

اس وقت مجھے اس سے بحث نہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے آپ کو کس حیثیت سے پیش کیا یا یہ کہ اپنے آپ کو کیا سمجھا اور کیا سمجھایا بلکہ صرف یہ کہ کیا کر کیا کر دکھایا اور کیونکر ایسی مضبوط اور باعمل جماعت قائم کر سکے جس کی بے پناہ عملی قوت کا اعتراف ان کے مخالفین کو بھی ہے۔ وَذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ۔

احمدی جماعت کے قیام کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تاہم اتنا زمانہ ضرور گزر چکا ہے کہ اگر یہ تحریک بے جان ہوتی اور اس کی بنیاد کمزور ہوتی تو دوسری جماعتوں کی طرح یہ بھی ختم ہو چکی ہوتی لیکن جس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تحریک ایک مختصر گاؤں سے شروع ہو کر نصف صدی کے اندر دنیا کے تمام گوشوں تک پہنچ جاتی ہے تو ہم کو اس کی استقامتِ عزم کا اعتراف کرنا پڑتا ہے اور یہ استقامت کسی جماعت میں اس وقت پیدا ہو سکتی ہے جب اس کا بانی و موسس خود بڑا مخلص انسان ہو ؎

کیست کز گزشتش فرہاد نشاں باز دہد
مگر آں نقش کہ از تیشہ بہ خسرا ماند

جماعتِ احمدیہ کا دائرۂ عمل جس حد تک وسیع ہو چکا ہے اس کی تفصیل کا نہ موقع نہ ضرورت لیکن اس وقت یہ ظاہر کر دینا غالباً نامناسب نہ ہوگا کہ اس کا

نصب العین صرف قرآن اور اسلامی لٹریچر کی اشاعت ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ تعلیماتِ اسلام، اخلاقِ اسلام اور غایتِ ظہورِ اسلام کی عملی مثالیں بھی قائم کرنا ہے۔ یعنی وہ صرف یہ کہہ کر خاموش نہیں ہو جاتے کہ اخلاق بلند کرو بلکہ اپنے کردار و عمل سے بھی اِس تعلیم کی برکات کا ثبوت دیتے ہیں۔ اتنا صاف، روشن اور واضح ثبوت جس سے صرفِ نظر ممکن ہی نہیں۔ چنانچہ اگر تحریکِ احمدیت کے آغاز سے اِس وقت تک کی اُن تمام خدمات کا جائزہ لیں جو اس نے خالص اخلاقی نقطۂ نظر سے مفادِ عامہ کے لئے انجام دی ہیں تو آنکھیں کھُل جاتی ہیں۔ انہوں نے مدارس قائم کئے، شفاخانے تعمیر کرائے، انہوں نے بلا تفریقِ مذہب و ملت طلبہ کے وظائف مقرر کئے، غرباء و مساکین کا مفت علاج کیا، یتامیٰ کی کفالت کی، بیواؤں کے درد دکھ میں شریک ہوئے اور ان کی یہ گراں قدر خدمات وسیع سے وسیع تر ہوتی جا رہی ہیں۔

اب سے شاید دو تین سال کی بات ہے جب مجھے فضلِ عمر ہسپتال کی عمارت دیکھنے کا موقع ملا تھا۔ اور یہ معلوم کر کے حیران رہ گیا جب مجھے یہ بتایا گیا کہ یہ تعمیر محض یہاں کے احمدی نوجوانوں کے ہاتھوں وجود میں آئی ہے تو معاً میرا ذہن قادیان کے اُس مجاہدِ اعظم کی طرف منتقل ہوا جس کے فیضانِ تعلیم نے ایثار و قربانی اور سعی و عمل کا یہ جذبہ اپنے متبعین میں پیدا کیا اور اِس خیر جاریہ کی تشکیل کے لئے اتنے جاں نثار فدائی پیدا کر دیئے۔

پھر مَیں یہاں سے جُدا ہو گیا لیکن اس کا اتنا گہرا اثر دل پر لے گیا کہ اس کے بعد جب کبھی مَیں نے احمدی تحریک کا ذکر چھیڑا تو مَیں نے اس کی قوتِ عمل کے ثبوت میں ہمیشہ اپنے اس تجربہ کو پیش کیا۔

جب سالِ گذشتہ مَیں یہاں آیا اور مستقل قیام کے ارادے سے آیا تو بارہا فضلِ عمر ہسپتال دیکھنے کا خیال دل میں پیدا ہوا اور بے اختیار جی چاہا کہ وہاں جاؤں اور دیکھوں کہ وہ کتنی ترقی کر چکا ہے لیکن بدقسمتی سے اس کا موقع نہ ملا۔ پھر اس کو حُسنِ اتفاق کہئے یا میری خوش بختی کہ ایک ہفتہ قبل بعض احمدی احباب میرے پاس تشریف لائے اور یہ خوشخبری سنائی کہ ہسپتال سے ملحق لائبریری کی وہ عمارت جس کی بنیاد ہسپتال کی عمارت کے ساتھ ہی رکھی گئی تھی اب مکمل ہو گئی ہے اور اس کے افتتاح کا فخر مجھے بخشنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اِس وقت میری حاضری کا مقصد صرف اسی ارشاد کی تعمیل ہے اور اتنے ہی جذبے اور مسرت کے ساتھ اس کا افتتاح کرتا ہوں۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔"

علامہ صاحب موصوف کے خطاب کے جواب میں محترم جناب شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے علامہ صاحب کا شکریہ ادا کیا اور علامہ صاحب سے افتتاح کی درخواست کی۔ چنانچہ علامہ صاحب معہ زائرین کے ساتھ لائبریری تشریف لے گئے۔ ....

...... اس موقع پر محترم علامہ صاحب نے سب سے پہلے لائبریری کی ممبرشپ کا کارڈ پُر کیا۔ ازاں بعد محترم امیر صاحب، محترم قائد صاحب و دیگر حضرات نے کارڈ پُر کر کے مجلس کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ علامہ صاحب نے لائبریری کی کتب کو ملاحظہ فرمایا اور نصیحت فرمائی کہ کتب خریدتے وقت مذہبی کتب کو مقدم رکھا جائے۔ آخر میں Catalogue Shelf دیکھ کر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ قائد صاحب نے علامہ صاحب، محترم امیر صاحب، اور دیگر احباب جماعت

کا شکریہ ادا کیا۔ اس طرح افتتاح کی کارروائی بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

افتتاح کی تیاری کے لئے ہمارے ناظم تعلیم کو کافی جدوجہد کرنی پڑی۔ مدعو حضرات کے لئے کرسیوں کا انتظام کیا گیا تھا اور احاطہ کی قناطوں کو برقی قمقموں سے روشن کیا گیا تھا۔ لائبریری کی عمارت کی سجاوٹ بھی اپنی بہار دکھا رہی تھی۔ معزز مہمانوں کی چائے سے تواضع کی گئی۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس لائبریری کے لئے مجلس نے متعدد بار ہفتہ کتب منا کر دو تین ہزار کتب جمع کیں جن میں مذہب، سائنس، تاریخ، معاشیات، فلسفہ، اقتصادیات اور دیگر علوم کی کتب شامل ہیں۔

اس سلسلہ میں نہ صرف احمدی حضرات نے بلکہ بیرونی حکومتوں کے سفارت خانوں، لائبریریوں اور متعلقہ اداروں نے مجلس سے ہر ممکن تعاون فرمایا جس کے لئے ہم ان سب کے ممنون ہیں۔

ان جمع شدہ کتب کو بڑی محنت کے ساتھ مجلس کے کارکنان نے ترتیب دیا اور ان کی Universal Cataloguing کے مطابق Dewey's System کی۔ لائبریری سے متعلقہ امور میں عبدالشکور صاحب اسلم ناظم تعلیم کے ساتھ عبدالرب صاحب انور، سید محمد یحییٰ صاحب، مرزا انعام اللہ بیگ صاحب، محمد ابراہیم صاحب اور چند دیگر خدام نے بالخصوص کافی محنت کی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

افتتاحی اجلاس کے دن چھتیس ۳۶ احباب نے فوری طور پر ممبر شپ قبول کرنا باعث فخر خیال کیا اور اس کے بعد سے ممبر شپ جاری ہے۔

یہ لائبریری مارٹن روڈ میں مجلس کی قائم کردہ فضل عمر ڈسپنسری سے ملحق عمارت میں جاری کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ایک ریڈنگ روم بھی ہے جس میں مختلف رسائل اور اخبارات و دیگر لٹریچر برائے مطالعہ مہیا کیا جاتا ہے۔ لائبریری کو احسن طریق پر چلانے کے لئے ایک باقاعدہ Librarian کا تقرر کیا گیا ہے جو روزانہ اپنی نگرانی میں جملہ انتظامات سرانجام دیتا رہے گا۔

آخر میں احباب جماعت خصوصاً بزرگان سلسلہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ان رفاہی اداروں کو اپنے فضل سے نوازتا چلا جائے۔ اور یہ ہمیشہ مخلوق خدا کی خدمت کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس اہم فریضہ کی ادائیگی کے لئے دوام اور استقامت بخشے۔ آمین ثم آمین +

تربیتی کلاس ضلع لائلپور

مؤرخہ ۹ تا ۱۱ اگست

مجالس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ ضلع لائلپور کی سہ روزہ تربیتی کلاس مؤرخہ ۹ تا ۱۱ اگست مسجد فضل لائلپور میں جاری رہ کر نہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ اس کلاس میں ۲۹ بیرونی مجالس کے ۱۴۶ خدام اور ۴۷ اطفال نے شرکت کی۔

کلاس کے انتظامات کے فرائض جملہ کارکنان نے شعبہ جات پروگرام، اشاعت، مال، اجلاس، استقبال والوداع، مہمان نوازی، اطفال و متفرق امور کے تحت مسابقت بالخیر کی روح کے ساتھ محنت اور اخلاص سے احسن طور پر سرانجام دیئے۔ مجلس شہر لائلپور نے مہمانوں کے قیام و طعام کے سلسلہ میں سابقہ شاندار روایات کو برقرار رکھتے ہوئے مہمان نوازی کا پورا حق ادا کیا۔

کلاس کا افتتاح جمعہ کی نماز کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے فرمایا۔

تلاوت و نظم کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے خدام سے عہد دہروایا اور افتتاحی تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی توحید قائم کرنے کے لئے ضرورت ہے کہ ہم میں ایسا جذبہ پیدا ہو کہ ہم پہاڑوں سے ٹکرا جائیں۔ ہم میں صحابہ جیسی بلند ہمتی اور اُن جیسا توکل اور عزم ہونا چاہیئے۔ ہم اپنے عملی نمونہ سے اور آسمانی مدد سے ہی دنیا کو فتح کر سکتے ہیں اور اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل کریں جو ہر قسم کی کجی سے پاک ہے۔

آپ نے اسلامی تعلیم پر عمل کرنے کے لئے عربی زبان سیکھنے کی تلقین کی۔ نیز آپ نے خدام کو زیادہ سے زیادہ زندگیاں وقف کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

آپ کے بعد مکرم شیخ عبداللطیف صاحب قائد مجلس شہر لائلپور نے محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ کا پیغام پڑھ کر سنایا جس میں انہوں نے خدام کو ذکر الٰہی کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔

بعد ازاں مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف نے "احمدیت اور ہماری ذمہ داریاں" کے موضوع پر ایک مبسوط تقریر فرمائی اور خدام کو عمل، تبلیغ اسلام، تنظیم کی مضبوطی اور اس کی پابندی، عدل و انصاف اور اپنے اندر مجاہدانہ رنگ پیدا کرنے کی تلقین کی۔

ان کے بعد مکرم چوہدری غلام دستگیر صاحب نائب امیر نے "تربیتِ اطفال" کے موضوع پر مختصر مگر نہایت مؤثر تقریر کی۔

اس اجلاس میں مجموعی حاضری ۲۰۶ تھی۔

نمازِ عصر کے بعد مکرم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب دیالگڑھی نے مجوزہ تربیتی کورس (جو معلوماتِ دینیہ پر مشتمل تھا) شروع فرمایا۔ خدام و اطفال نے بھی بڑے شوق سے اس میں حصہ لیا۔

حدیث شریف کا درس مغرب کی نماز کے بعد مکرم مربی صاحب سلسلہ نے دیا۔

۱۰ اگست بروز ہفتہ

اسلام کے غلبہ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی صحت کے لئے اجتماعی دعا کرائی گئی۔ دعا کے بعد نماز فجر ادا کی گئی۔

درس قرآن کریم (جو کہ مربی صاحب سلسلہ نے دیا) کے بعد اطفال کے ورزشی مقابلہ جات ہوئے اور اس میں اول، دوم، سوم آنے والوں کو بعد میں انعامات دیئے گئے۔

نماز ظہر کے بعد اجلاس زیر صدارت مکرم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب دیالگڑھی شروع ہوا۔

سب سے پہلے مہتمم صاحب اطفال نے "اطفال الاحمدیہ" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ اطفال کی تربیت ایک اہم مسئلہ ہے اور اطفال کی عمر ایک ایسی عمر ہے جس میں ہم انہیں جس سانچہ میں چاہیں ڈھال سکتے ہیں نیز انہوں نے والدین کو تلقین کی کہ وہ اپنے بچوں کی بہتر سے بہتر طور پر نگرانی کریں۔

اِن کے بعد مکرم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب نے تربیت کے موضوع پر نہایت عمدہ پیرائے میں ایک بسیط تقریر کی۔

بعد ازاں مکرم جناب شیخ مبارک احمد صاحب نے نہایت پُرشوکت لہجہ میں "بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات" کے موضوع پر خطاب کیا۔ جس میں آپ نے بتایا کہ جماعت احمدیہ نے مبلغین، تراجم قرآن مجید، مساجد، رسائل و اخبارات، ریڈیو پر تقاریر کے ذریعہ سے دنیا میں غیر معمولی تغیر پیدا کر دیا ہے اور جو لوگ پہلے کہا کرتے تھے کہ :-

"Islam is a dying force"

وہ آج یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ عیسائیت کے مقابلہ پر اسلام دن گنا سرعت سے پھیل رہا ہے۔

محترم جناب شیخ مبارک احمد صاحب کی ولولہ انگیز تقریر کے بعد ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک رُوح پرور تقریر سنائی گئی۔ جس نے سامعین پر ایک وجدانی کیفیت پیدا کر دی۔

اِس کے بعد مجلس مذاکرہ زیر صدارت مکرم راجا منظور احمد صاحب قائد ضلع و علاقہ منعقد ہوئی جس میں مجالس کے تربیتی و تنظیمی امور کے متعلق سوالات کے جوابات مکرم مربی صاحب، پیر عبدالرحمٰن صاحب نائب قائد علاقہ اور شیخ عبداللطیف صاحب نے دیئے۔ یہ پروگرام کا یہ حصہ نہایت دلچسپ رہا۔

نمازِ عشاء کے بعد مجالس خدام الاحمدیہ ضلع لائلپور کے عہدیداران کا اجلاس ہوا۔ آپس میں تعارف کے بعد مناسب ہدایات وغیرہ دی گئیں۔

یہ اجلاس ساڑھے دس بجے رات بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

۱۱ اگست بروز اتوار

خدام کی بیداری ۴ بجے صبح عمل میں آئی۔ ۵½ بجے تک نماز تہجد، درود شریف، نماز فجر، درس قرآن مجید کا پروگرام رہا۔ اِس کے بعد اطفال کے نصاب "ھلال اطفال" کی تیاری کا معائنہ کیا گیا۔

ناشتہ کے بعد تعلیمی کورس شروع ہوا۔ بعد میں سوالات کا وقت دیا گیا۔ اس کے بعد خدام کا معلوماتِ عامہ (اختیاری) کا اور خدام و اطفال کا ذہانت (لازمی) کا امتحان ہوا۔

اس کے بعد اجلاس زیرِ صدارت شیخ عبداللطیف صاحب قائد مقامی شروع ہوا جس میں مکرم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری نے "عیسائیت اور اس کا انسداد" کے موضوع پر نہایت مدلّل تقریر کی۔

بعد ازاں اطفال نے درثمین و کلامِ محمود کے اشعار کا مقابلہ ہوا۔ اطفال کا یہ پروگرام بھی بڑا دلچسپ رہا اور اطفال نے اس میں بڑے ذوق شوق سے حصّہ لیا۔

اختتامی اجلاس

اختتامی اجلاس زیرِ صدارت مکرم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ صوبائی امیر منعقد ہوا۔

مکرم رانا منظور احمد صاحب قائد ضلع و علاقہ اور مکرم رشید احمد صاحب اختر معتمد صاحب شہر لائل پور نے قیادت ضلع و شہر لائلپور کی سالِ رواں کی کارکردگی کی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔

اس کے بعد مکرم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ صوبائی امیر نے "تربیت" پر نہایت دل نشین پیرایہ میں خطاب فرمایا جس کا سامعین پر گہرا اثر ہوا۔

تقریر کے بعد انعامات تقسیم کئے گئے۔ اچھی کارکردگی کے سبب مجلس ۹۶ گ۔ب صریح اور ۲۸۴ ج۔ب سرشمیر اوّل اور ۲۱۹ ر۔ب لاٹھیانوالہ دوم قرار دی گئی یہاں مجالس کو اسناد دی گئیں۔ مجلس شہر لائل پور کے ناظمین و زعماء میں سے سالِ گزشتہ کی کارکردگی کے لحاظ سے اوّل، دوم آنے والوں کو شیلڈ اور سوم آنے والوں کو خوشنودی کے سرٹیفکیٹ دیئے گئے۔ مکرم قائد صاحب ضلع و علاقہ نے علمائے کرام و دیگر مہمانوں کا تربیتی کلاس پر تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد عہد دہرایا گیا اور جناب صوبائی امیر صاحب نے دعا کرائی اور یہ سہ روزہ تربیتی کلاس غایت درجہ روح پرور اور دینی ماحول میں بخیروخوبی اختتام پذیر ہوئی۔ (عبدالماجد معتمد ضلع)

تربیتی کلاس پشاور

نوٹ:۔ اس کلاس کی مکمل تفصیلی رپورٹ تاحال موصول نہیں ہوئی تاہم قائد صاحب پشاور نے اپنی ماہانہ کارگذاری کی رپورٹ میں مختصراً جن امور کا ذکر کیا ہے وہ ریکارڈ کی غرض سے درج ہیں۔ (ادارہ)

مجالس خدام الاحمدیہ پشاور و ڈیرہ اسمٰعیل خان ڈویژن کی سالانہ تربیتی کلاس مؤرخہ ۱۳ تا ۱۸ اگست مسجد احمدیہ سول کوارٹرز پشاور میں منعقد ہوئی۔ کلاس کا افتتاح محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نائب صدر مرکزیہ نے فرمایا۔ اور آخری تین روز صدرِ مجلس محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب بنفسِ نفیس تشریف فرما رہے اور چار مختلف اوقات میں آپ نے کلاس سے خطاب فرمایا۔ علاوہ ازیں صدر موصوف نے لجنہ اماء اللہ پشاور کی جانب سے پیش کردہ چائے پارٹی میں جہاں متعدد غیراز جماعت معزز اصحاب کو بھی مدعو کیا گیا تھا جماعت احمدیہ کے عقائد اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی غرض کو نہایت وضاحت اور دلنشین پیرایہ میں بیان کیا۔ ہماری اس کلاس میں ہر دو ڈویژن کی متعدد مجالس کے خدام نے شرکت کی اور پورا عرصہ نہایت توجہ اور انہماک سے تدریسی پروگرام سے استفادہ کیا۔ (قائد پشاور)

مجلس خدام الاحمدیہ راولپنڈی ڈویژن کا چھٹا سالانہ اجتماع

مجلس خدام الاحمدیہ راولپنڈی ڈویژن کا چھٹا سالانہ اجتماع مؤرخہ ۶ تا ۸ ستمبر ۱۹۶۲ء امسال جہلم میں بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ الحمد للہ۔ اس اجتماع میں ڈویژن بھر کی مجالس کے پونے دو صد خدام اور پچانوے اطفال نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ ایک کثیر تعداد دیگر افرادِ جماعت اور مستورات کی بھی جو اجتماع کے مختلف پروگراموں میں شامل ہو کر اجتماع کی برکات سے استفادہ کرتی رہی۔

مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے اس اجتماع کا افتتاح فرمایا۔ اور حاضرین کو بیش قیمت ہدایات سے نوازا۔ مرکز سے مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ حال نائب ناظر اصلاح و ارشاد، شیخ نور احمد صاحب منیر سابق مبلغ بلاد عربیہ اور مکرم چوہدری فضل الرحمن صاحب انسپکٹر تحریک جدید نے شرکت کی اور اپنی علمی و اصلاحی تقاریر سے اجتماع کے پروگراموں کو مفید بنایا۔ علاوہ ازیں ڈویژن بھر میں متعین ۵ مربیان بھی اس اجتماع میں شامل ہوئے اور تمام پروگراموں کی تکمیل میں خاطر خواہ مدد دی۔

خوراک و رہائش کا بندوبست قیادتِ علاقائی کے تحت کوٹھی سیٹھی خلیل الرحمن صاحب پر ہی کیا گیا تھا۔ دوران اجتماع خدام و اطفال تمام پروگراموں میں دلچسپی و دلجمعی سے شامل ہوتے رہے۔ خصوصاً تقریری مقابلوں، پرچہ ذہانت و دینی معلومات، رات کی تقاریر و مجلس لرننڈن کے پروگرام اور شوریٰ کے اجلاس میں حاضری خاصی رہی۔

اجتماع کے پہلے روز قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر ایک قرارداد بھی منظور کی گئی۔ جس کے ساتھ ہی خدام نے عہد کیا کہ:۔

"آج ہم خدا کا نام لے کر عہد کرتے ہیں کہ ہم اس کے فضل اور اسی کی توفیق سے ہمیشہ اسلام کے جھنڈے کو بلند رکھیں گے اور بزرگوں کی نیکیوں کو مٹنے نہیں دیں گے۔"

اجتماع کے آخری دن ڈویژن کے قائدین مجالس نے اپنی اپنی کارکردگی کی سالانہ رپورٹیں پڑھ کر سنائیں۔ چنانچہ ان کی حسنِ کارکردگی کے لحاظ سے نتائج کا اعلان کیا گیا جس کے تحت شہری مجالس میں راولپنڈی اوّل اور گجرات دوم قرار پائی۔ اور دیہاتی مجالس میں چک سکندر ضلع گجرات اوّل اور پنڈ بیگوال ضلع راولپنڈی دوم قرار پائی۔

جملہ مقابلوں میں اوّل و دوم آنے والے خدام و اطفال کو محترم شیخ مبارک احمد صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد نے انعامات تقسیم فرمائے۔ چنانچہ اتوار کے روز ۳ بجے بعد دوپہر یہ بابرکت تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

(معتمد علاقائی راولپنڈی ڈویژن)

مجالس خدام الاحمدیہ ضلع ہزارہ کا پہلا سالانہ تربیتی اجتماع

ایبٹ آباد میں ضلع ہزارہ کی مجالس کے پہلے سالانہ اجتماع کا افتتاح محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے ۱۶ راگست ۱۹۶۳ء کو بعد نماز جمعہ فرمایا۔ آپ نے ایک گھنٹہ تک اسلام کے غلبہ سے متعلق ہماری ذمہ داریاں، خدام الاحمدیہ کی اہمیت، فرائض اور افادیت پر نہایت دلکش اور پُر تاثیر انداز میں روشنی ڈالی۔ اسی دن شام کی چائے کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے "وقف جدید" کی اہمیت پر نہایت سادہ مگر رقت انگیز انداز میں تقریر فرمائی جو سامعین کے ازدیادِ ایمان و ایثار کا موجب ہوئی۔ اور بعض احباب نے اپنے وعدہ جات فوراً نقد ادا کر دیئے۔ اسی طرح بعض دوستوں نے اپنے گزشتہ وعدہ جات میں اضافہ کیا۔ نماز مغرب کے بعد آپ نے عہدہ دارانِ مجالس ضلع ہزارہ سے جماعتی امور پر تبادلہ خیالات کیا اور قیمتی ہدایات فرمائیں۔

۱۷-۱۸-۱۹ راگست کو خدام علمی، تربیتی، تاریخی موضوعات پر درس و تدریس اور سوال و جواب کے رنگ میں مربیانِ سلسلہ احمدیہ سے مستفید ہوتے رہے۔ جن میں مکرم قریشی محمد اسد اللہ صاحب کاشمیری مربی ہزارہ کے علاوہ محترم مولوی عبد اللطیف صاحب بہاولپوری، مکرم مولوی محمد بشیر صاحب شاد مبلغ مغربی افریقہ اور مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ بھی شامل تھے۔ طریقِ تعلیم سادہ و عام فہم ہونے کے باعث آخر تک حاضرین کے گہرے انہماک کا موجب ہوا۔

۱۹ راگست کا دن بہت اہم تھا جبکہ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب اپنے دورۂ پشاور کے بعد حسبِ پروگرام بنفسِ نفیس تشریف لائے اور بعد نماز ظہر خدام، اطفال، انصار اور ممبراتِ لجنہ کو ڈیڑھ گھنٹہ تک خطاب فرمایا اور علاقہ کی مناسبت کے لحاظ سے اہم اور زرّیں ہدایات سے نوازا۔ خدام الاحمدیہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی مقدس امانت قرار دیتے ہوئے اس کے نظام پر روشنی ڈالی اور ضلع کے پہلے سالانہ اجتماع کی کامیابی پر قائد ضلع اور قائد مجلس ایبٹ آباد کو مبارکباد پیش کی۔ اسی شام محترم صدر صاحب کے اعزاز میں ایک چائے پارٹی ترتیب دی گئی۔ جس میں شہر کے بعض غیر از جماعت معززین بھی شامل ہوئے۔ اس تقریب کے دوران دیر تک علمی سوالات و جوابات کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر میں صدر صاحب محترم نے نہایت دردمندانہ لہجہ میں خطاب فرمایا۔ غیر از جماعت احباب کی اشکبار آنکھیں گواہی دے رہی تھیں کہ آپ کی تقریر سے وہ نہایت درجہ متاثر ہوئے ہیں۔ احباب یہ سن کر خوشی محسوس کریں گے کہ محترم صدر صاحب کی آمد کے نتیجہ میں ایک زیر تربیت معزز دوست کو صداقت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اجتماع میں ذکرِ الٰہی، اجتماعی دعاؤں اور علمی حصہ کے ساتھ ساتھ عملی تربیت کا بھی انتظام تھا۔ پانچ نمازیں باجماعت ادا کرنے کے علاوہ نماز تہجد بھی باجماعت ادا ہوتی رہی۔ اور بعد نماز فجر درسِ قرآن کریم، حدیث نبوی، اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انتظام باقاعدگی سے جاری رہا۔ جس سے مجالس تربیلہ ڈیم، ہری پور، حویلیاں، داتہ

مانسہرہ، پھگلہ، بالاکوٹ اور نتھیا گلی کے خدام و اطفال کے علاوہ مقامی انصار و لجنہ نے بھی استفادہ کیا۔ حاضرین کے قیام و طعام کا انتظام نہایت مناسب تھا جس کے لئے مقامی مخیر حضرات نے دل کھول کر حصہ لیا اور مقامی اراکینِ مجلس نے میزبانی کا خوب حق ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے اور خدمتِ دین کی مزید توفیق اور مواقع عطا فرمائے اور ان میں باہمی رشتۂ اخوت و محبت کو بڑھائے۔ آمین ثم آمین +

(قائد ضلع ہزارہ)

ڈسکہ میں تربیتی اجتماع

مورخہ ۳۱ اگست و یکم ستمبر ۱۹۶۳ء کو مجلس خدام الاحمدیہ ڈسکہ نے قیادتِ علاقائی لاہور ڈویژن کی زیرِ نگرانی ایک دو روزہ تربیتی اجتماع کا انعقاد کیا۔ محترم صدرِ مجلس مرکزیہ صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے ازراہِ شفقت سیالکوٹ سے واپسی پر ۳۱ اگست کو ڈسکہ میں قیام فرمایا اور اجلاسِ عامہ سے خطاب فرمایا۔ اس اجتماع میں قریباً سو خدام، چالیس اطفال، پچاس مستورات، پچاس انصار اور اسی غیر از جماعت اصحاب نے شمولیت کی۔

اسی روز ۵ بجے بعد نمازِ عصر محترم صاحبزادہ صاحب نے مسجد احمدیہ ڈسکہ کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اس موقع پر بلند آواز سے قرآن کریم میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خانہ کعبہ کی بنیاد رکھتے وقت کی گئی دعائیں دہرائی گئیں۔ ایک ایک اینٹ محترم شیخ مہر دین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام آف سیالکوٹ، محترم بابو قاسم دین صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع سیالکوٹ اور مکرم خواجہ محمد امین صاحب امیر تحصیل ڈسکہ نے رکھی۔ اس کے بعد محترم میاں صاحب نے حاضرین سے برجستہ خطاب فرمایا جس کے بعد شام کو آپ واپس ربوہ تشریف لے گئے۔

شبینہ اجلاس میں محترم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل اور مکرم محمد ابراہیم صاحب شاد پریذیڈنٹ جماعت ڈسکہ نے تقاریر کیں۔

اگلے روز صبح کے اجلاس سے محترم قاضی صاحب اور مکرم مبشر احمد صاحب بال ناظم اطفال ضلع سیالکوٹ نے خطاب کیا۔

خدا کے فضل سے یہ اجتماع خاصا کامیاب رہا۔ اور مجلس اور جماعت میں اس کی وجہ سے بیداری پیدا ہوئی۔

(بشیر احمد صراف۔ قائد خدام الاحمدیہ ڈسکہ)

تربیتی کلاس ضلع گوجرانوالہ

مجالس خدام الاحمدیہ ضلع گوجرانوالہ کی سہ روزہ تربیتی کلاس مورخہ ۶-۷-۸ ستمبر کو مسجد احمدیہ گوجرانوالہ میں منعقد ہوئی۔ اس کلاس میں ضلع بھر کی مجالس کے ۸۰ خدام نے شرکت کی۔ ضلع کی کل ۲۵ مجالس میں سے ۲۳ مجالس کے قائدین خود حاضر تھے۔ کلاس کے افتتاح کے لئے محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ بنفسِ نفیس تشریف لائے تھے۔ تدریسی فرائض کی ادائیگی کے لئے مرکز سے محترم حافظ محمد رمضان صاحب تشریف لائے۔ اسی طرح مکرم قریشی سعید احمد صاحب اظہر مربی شیخوپورہ اور مکرم مولوی محمد اشرف صاحب ممتاز نے بھی یہ فرائض باحسن طریق انجام دیئے۔ اس کلاس میں خدام کے علاوہ انصار، اطفال اور ممبرات لجنہ کی ایک کثیر تعداد بھی شرکت کرتی رہی۔ عمومی انتظامات مقامی مجلس کے سپرد تھے۔ جس نے مقامی احباب و خواتین کے تعاون سے انہیں خوش اسلوبی اور بشاشت سے ادا کیا۔ محترم امیر صاحب و نائب امیر صاحب گوجرانوالہ نے ہر مرحلہ پر ہماری سرپرستی کی اور کلاس کے پروگرام میں شامل ہوتے رہے۔

۶ ستمبر کو محترم صدر مرکزیہ نمازِ جمعہ سے قبل ہی گوجرانوالہ پہنچ گئے تھے۔ عہدیدارانِ مجلس نے باوقار طریق پر آپ کا استقبال کیا۔ خطبہ جمعہ اور نماز آنمحترم نے ہی پڑھائے۔ ۲½ بجے افتتاحی اجلاس شروع ہوا۔ تلاوتِ قرآن کریم کے بعد جملہ خدام نے محترم صدر صاحب کی اقتداء میں بلند آواز سے عہد دہرایا۔ محترم صدر صاحب نے اپنی پُر اثر افتتاحی تقریر میں خدام سے اپیل کی کہ پُرانے بزرگوں کی وفات سے جو خلاء واقع ہو رہا ہے اس کو پُر کرنے کے لئے اپنے آپکو تیار کریں۔ علاوہ ازیں آپ نے توحید پر سچے ایمان، سُنّتِ رسول کی پابندی اور بنی نوع انسان سے ہمدردی کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

اس افتتاحی خطاب کے علاوہ آنمحترم نے درس الحدیث دیا۔ نیز ضلع کی مجالس کے مقامی قائدین سے ملاقات کر کے فرداً فرداً ہر مجلس کے حالات دریافت کئے اور انہیں اپنے قیمتی مشوروں اور ہدایات سے نوازا۔ نماز مغرب کے بعد آنمحترم واپس ربوہ تشریف لے گئے۔

کلاس کی بقیہ دو روز کی کارروائی نہایت اچھے ماحول میں عمدگی سے انجام پذیر ہوئی۔ دوسرے روز خدام نے مربی صاحب گوجرانوالہ کی زیرِ نگرانی مختلف گروپوں میں تقسیم ہو کر شہر بھر میں لٹریچر تقسیم کیا جس کا خدا کے فضل سے اچھا اثر ظاہر ہو رہا ہے۔ کلاس کے آخری روز دو نوجوان بیعت کر کے سلسلہ حقہ میں داخل ہوئے۔ فالحمد للہ۔

مسجد کے باہر تینوں روز ایک تبلیغی نمائش بھی لگائی جاتی رہی۔ کثیر التعداد افراد نے اس نمائش کو دیکھا اور وہاں سے لٹریچر حاصل کیا۔ نمائش کے انعقاد کا سہرا مکرم سلطان احمد صاحب مجاہد کے سر ہے۔

اختتامی اجلاس محترم ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب قائد علاقائی مجلس خدام الاحمدیہ لاہور ڈویژن کی صدارت میں ہوا۔ ۸ ستمبر کو ۲ بجے بعد دوپہر دعا کے ساتھ ہماری یہ کلاس اختتام پذیر ہوئی۔

(قائد ضلع گوجرانوالہ)

قراردادہائے تعزیت مجالس خدام الاحمدیہ

حضرت قمر الانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی رحلت کے صدمۂ عظیم کو جملہ احباب جماعت نے بڑی شدت سے محسوس کیا ہے اور اپنے دلی رنج والم کا کسی قدر اظہار اپنی قراردادہائے تعزیت کی شکل میں کیا۔ مختلف مجالس خدام الاحمدیہ کی طرف سے ادارہ خالد کو بڑی کثرت سے ان قراردادوں کی نقول موصول ہوئی ہیں۔ ان مجالس کی محض فہرست کے لئے بھی کئی اوراق درکار ہوں گے۔ طوالت کے خوف سے ہم یہاں صرف مجلس مرکزیہ کے تعزیتی ریزولیوشن کا متن شائع کرنے پر اکتفا کرتے ہیں جو اس کے ہنگامی اجلاس منعقدہ ۵ ستمبر ۱۹۶۳ء میں منظور کیا گیا۔

قرارداد تعزیت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

ہم ممبران مجلس عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ جملہ اراکین مجلس خدام الاحمدیہ کی نمائندگی کرتے ہوئے حضرت قمر الانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر انتہائی غم والم کا اظہار کرتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دل غمگین ہیں اور آنکھیں آنسو بہاتی ہیں تاہم زبان پر تسلیم و رضا اور اللہ تعالیٰ کی قضاء پر راضی رہنے کے الفاظ کے سوا اور کچھ نہیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کا وجود باجود شعائر اللہ میں سے تھا اور جماعت کیلئے بڑی برکتوں کا موجب تھا اور آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاص دعاؤں اور الہامی بشارتوں کے مظہر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت میاں صاحب کے متعلق خاص بشارات آپ کی پیدائش سے بھی پہلے عطا فرمائی تھیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحبؓ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار تھے اور خدا تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی نے آپ کو مخلوقِ خدا کا محبوب بنا دیا تھا۔ آپ نے اپنے آپ کو ساری عمر خدمتِ اسلام کیلئے ہمہ وجود وقف رکھا اور اللہ تعالیٰ کی امانتوں اور عہدوں کی حتی المقدور حفاظت کرتے رہے اور اپنی خداداد صلاحیتوں، بیدار مغزی، فکر و تدبر کی بلند مرتبہ قوتوں اور زبردست ملکۂ تحریر کو آخر دم تک خدا کے راستہ میں بروئے کار لاتے رہے۔

آپ یقیناً ان رجال فارس میں سے ایک بطلِ جلیل تھے جن کی خبر ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال قبل دی تھی اور جنہیں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے گویا ستون قرار دیا تھا۔ بہت چھوٹی عمر میں آپ نے خدمتِ اسلام کا عہد باندھا اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے تا دم آخر جس خوبی سے اس عہد کو نبھایا۔ وہ جماعت کے نوجوانوں اور بوڑھوں کے لئے ہمیشہ ایک درخشندہ مثال کے طور پر زندہ رہے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے وقت آپ کی عمر پندرہ سال کے قریب تھی۔ یہ صدمہ جو جماعت کی کمرِ ہمت توڑنے والا تھا آپ کے پائے ثبات کو لغزش میں نہ لا سکا اور آپ نے اپنے بزرگ بھائی کی اقتداء میں

صبر و استقامت کا جو نمونہ دکھایا وہ نوجوانانِ احمدیت کو ہمیشہ یاد رہنا چاہیئے۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے موقع پر جبکہ حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کی عمر صرف اکیس سال تھی آپ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ الودود کے دستِ راست ثابت ہوئے اور اہلِ پیغام کے فتنۂ ارتداد کے مقابلہ میں آپ نے بڑی گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ اس چھوٹی سی عمر میں جماعت کی بڑی بڑی ذمہ داریاں آپ پر ڈالی گئیں جنہیں آپ نے ایک پختہ کار اور تجربہ کار سفید ریش انسان کے سے تدبر کے ساتھ عمدگی اور خوبی سے ادا کیا۔ عمر کے ساتھ ساتھ خدمتِ دین کا زبردست جذبہ آپ کے قلبِ صافی میں بڑھتا چلا گیا اور آپ کی وفات آپ کی چالیس سال قبل کہی ہوئی نظم کے اس شعر کے مطابق ہوئی ؎

خواہش ہے کہ گر کوئی تو یہی ہے فقط بشیر
اسلام پر ہی دیجیو پروردگار! موت

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ اطال اللہ بقاءہٗ کی لمبی بیماری کے دوران آپ نے جماعت کی نگرانی اور احبابِ جماعت کی دلداری اور ہمدردی کا بار جس طرح اپنے کندھوں پر اُٹھائے رکھا اور تا دمِ آخر اسے نبھایا اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ساری جماعت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ میں بے شمار خوبیاں تھیں تاہم اطاعتِ امام اور احترامِ خلافت کا جو رنگ آپ کے اندر پایا جاتا تھا وہ کسی دوسرے میں مشکل سے ملے گا۔ خواہ آپ کو اختلافِ رائے ہی کیوں نہ ہوتا خلیفۃ المسیح کے ہر فیصلہ کو بطیبِ خاطر قبول فرماتے اور یہی بات جماعت کے دوسرے افراد میں دیکھنا پسند فرماتے تھے۔

دینِ محمدؐ کے اس فدائی اور مردِ مجاہد کی وفات سے جماعت میں جو خلاء پیدا ہوا ہے اُسے خدا کا فضل ہی پُر کر سکتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ وہ جماعت کے نوجوانوں کے دلوں میں اپنی اور اپنے رسولؐ کی محبت اور دینِ اسلام کی ہمدردی اور بنی نوع انسان کی خدمت کا وہ جذبہ پیدا فرمائے جو حضرت صاحبزادہ صاحب کے دل میں تھا۔ تا ہم لوگ اپنے بزرگوں کے خلفِ صالح قرار پائیں اور ان کی نیکیوں کو باقی رکھنے کا موجب ہوں۔ ہم نہایت عاجزی سے اپنے مولا کے حضور آپ کی بلندیٔ درجات اور اعلیٰ علیین میں اپنے مقدس آقا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے مقدس باپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں جگہ پانے کے لئے دست بدعا ہیں نیز آپ کے پسماندگان کے لئے بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبرِ جمیل عطا فرمائے اور ان کا حافظ و ناصر ہو اور انکو توفیق دے کہ وہ اپنے بزرگ والد کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہوں۔ نیز اللہ تعالیٰ اس صدمے میں جماعت کو خود تسلی دے اور سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

خدام الاحمدیہ توجہ فرمائیں!

خدام الاحمدیہ کا بائیسواں مرکزی سالانہ اجتماع امسال ۲۵-۲۶-۲۷ اکتوبر کو ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ ہمارا یہ اجتماع ایک تربیتی اجتماع ہے جس میں اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کرنے، اسلام کی ترقی کے لئے کوشاں رہنے، ملک و قوم کی خدمت کرنے اور تمام بنی نوع انسان کی ہمدردی اور اُن کے کام آنے کے لئے تربیت دی جاتی ہے۔

براہِ کرم ابھی سے اِس بابرکت اجتماع میں شمولیت کے لئے تیاری شروع کر دیجئے۔ اِس سلسلہ میں ضروری کوائف اور معلومات علیحدہ سرکلر کے ذریعہ قائدینِ مجالس کو ارسال کی جا چکی ہیں۔

نوٹ:۔ اطفال کا علیحدہ اجتماع بھی انہی تاریخوں میں ہو رہا ہے۔ انہیں بھی زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے ہمراہ لائیے!

(معتمد مرکزیہ)

عہدیدارانِ خدام الاحمدیہ کے نئے انتخابات

امسال قواعد کے مطابق قائدینِ مجالس اور زعماء حلقہ جات کے انتخابات ہوں گے۔ قائدین کا انتخاب ۱۵ اکتوبر تک مکمل ہو کر مقررہ فارم پر مرکز میں صدر صاحب کی منظوری کے لئے پہنچ جانا چاہیئے۔ منظوری کے بعد یکم نومبر سے نئے قائدین اپنے عہدہ کا کام سنبھال لیں گے۔ زعماء کا انتخاب یکم نومبر سے ۱۵ نومبر تک قائدین اپنی نگرانی میں کرائیں گے۔

یہ امر ضروری ہے کہ اِس سال یہ انتخاب بلا استثناء ہر مجلس میں کرائے جائیں۔ اگر کسی مجلس میں سالِ رواں کے دوران ہوا ہو تو وہاں بھی نیا انتخاب کروایا جائے۔ مجالس کو مطبوعہ فارم انتخاب بھجوائے جا چکے ہیں۔ انتخاب کے سلسلہ میں ضروری قواعد ان پر درج ہیں۔ انتخاب کے وقت انہیں ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کے فارسی اشعار منقول از دُرِّثمین فارسی

"در دِلم جوشد ثنائے سرورے
آنکہ در خوبی نہ دارد ہمسرے
(میرے دل میں اس آقا صلے اللہ علیہ وسلّم کی ثنا جوش مار رہی ہے جو خوبی میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتا)

آنکہ جانش عاشقِ یارِ ازل
آنکہ رُوحش واصلِ آں دِلبرے
(جس کی جان خُدا کی عاشق ہے۔ اور جس کی رُوح اس دلبر میں واصل ہے)

احمدؐ آخر زمان کز نُورِ اُو
شد دلِ مردم زخور تاباں ترے
(اس آقا کا نام احمدؐ آخر زمان ہے (صلّے اللہ علیہ وسلّم) جسکے نور سے لوگوں کے دل سُورج سے بھی زیادہ چمکنے لگ گئے)

آں ترحّم ہا کہ خلق از وَے بدید
کس ندید در جہان از مادرے
(جو رحم اور مہربانی مخلوق نے ان سے دیکھی ہے وہ کسی
نے اِس جہان میں اپنی ماں سے بھی نہیں دیکھی ہے)

ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے"
(اس کے پاک نفس پر ہر کمال ختم ہو گیا۔ بے شبہ وہ کل انبیاء کا خاتم ہے)

مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپا